www.neweramagazine.com

New Era Magazine

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوکھی جیت

از ہما وقاص

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

موحد کی پیشانی پر انجانے خوف کے زیر اثر لکیریں ابھرنے لگی تھیں کیونکہ سامنے بیٹھے سرمد کے چہرے پر موجود سختی اس بات کی گواہ تھی کہ بات کوئی چھوٹی موٹی نہیں ہے۔

سرمد تپک کر اپنی جگہ سے اٹھا اور تن کر اس کے سامنے ایا

تم نے ہمیں بیوقوف سمجھ رکھا ہے کیا؟جو بھی کرتے رہو گے ہمیں خبر تک نہیں ہو گی

ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتے ہوئے سرمد کی پیشانی پر غصے سے انگنت شکن نمودار ہوئے۔موحد ابھی بھی الجھا ہوا تھا

ہوا کیا ہے؟صاف صاف بات کریں پہیلیاں کیوں بوجھوا رہے ہیں اپ لوگ

ہنوز الجھے ہوئے موحد نے باری باری سب کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا،سب سپاٹ چہرہ لیے اسے ایسے گھورنے میں مصروف تھے جیسے وہ کٹہرے میں کھڑا مجرم ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا ملک سے نکاح کر لیا،ایک ماہ سے نوکری چھوڑ کر گھر بیٹھے ہو،پاگل سمجھ رکھا ہے کیا ہم سب کو؟

سرمد غصے میں بے حد اونچا بول رہا تھا اور اس کے الفاظ سے موحد کے اعصاب تن گئے،چہرے کے تمام پٹھے کھنچ گئے۔

تمہیں شرم نہیں ائی یہ سب کرتے ہوئے؟ہم سے چھپاتے ہوئے

ثانیہ جو تب سے خاموش بیٹھی تھی ناک پھلائے ناگواری سے کہتے ہوئے جھاڑ میں اپنا حصہ ڈالا۔موحد نے تاسف بھری نظروں سے سب کو دیکھا

ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ میری بات سن لیں اپ لوگ پہلے پھر یہ طعنے تشنوں سے نوازئے گا

جھنجلا کر ہاتھ ہوا میں معلق کیے سب کو اپنی سچائی کی بابت سننے پر متوجہ کیا

تم کیا بتاؤگے؟پتا چل گیا ہے ہمیں سب،ردا بتا چکی ہے مہتاب کو سب

سرمد کے لہجے میں حقارت تھی تو ناک نخوت اور ناگواری سے چڑھا ہوا

تھا۔

بھائی اس نے جو بھی بتایا ہوگا سب جھوٹ ہوگا اول نمبر کی جھوٹی،مکار اور چال باز ہے وہ

موحد نے فورا سر جھٹک کر جواب دیا اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا پتا نہیں اس نے کیا کہا ہو گا مہتاب سے

بکواس بند کرو۔۔۔چال تو تم کھیل رہے تھے،اس کے ساتھ کام کرتے ہوئے پسندیدگی کا جھوٹا ناٹک کرتے رہے دو ماہ اور پھر اس کے خلاف عدنان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے ردا نے تمہیں سن لیا

سرمد کے جملے نے اس کا دماغ گھما دیا کنپٹی کی رگیں اب نا صرف مزید کھنچ گئی تھیں بلکہ جبڑوں کے ساتھ ساتھ ضبط کے سبب باہر کو ابھرنے لگی تھیں چہرہ غصے سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔

واٹ۔۔۔بھائی جھوٹ ہے یہ سب اس نے مجھے اغوا کیا اور پھر زبردستی سر پر گن تان کر ایک کروڑ کے حق مہر پر نکاح کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے چیختے ہوئے سچ بتا کر اپنی طرف سے ان سب پر بہت بڑا انکشاف کیا پر وہاں کسی کے بھی ردعمل میں یقین کا تاثر ظاہر نہیں ہوا تھا۔

تو اور کیا کرتی پھر وہ؟کوئی معمولی لڑکی تو تھی نہیں جو یوں تمھارے دھوکے پر ٹسوے بہاتی رہتی

سرمد کا ردعمل تو اس کی سوچ کے بلکل برعکس نکلا، اسکا منہ حیرت سے کھل گیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دھوکا۔۔۔کیسا دھوکا؟

موحد کی خفیف سے ناقابل یقین اواز ابھری

چپ کرو بس کرو اب۔۔۔مہتاب ملک انتہائی غصے میں تھے یہ تو ردا کی اچھائی ہے کہ اس نے ملک جہانزیب سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کی،صرف مہتاب کو بتایا یہ سب کہ کیسے تم نے اسے ہرٹ کیا

سرمد نے ہاتھ بڑی حقارت سے اس کے چہرے کے سامنے تان کر اسے

بات کرنے سے روکا

بھائی۔۔بھائی یہ سب سراسر بے بیناد ہے،میں نے صرف اسے بھینس کہا تھا

موحد نے سیلان میں وجہ بتائی تو ثانیہ سمیت سب خواتین نے ہاتھ حیرت سے منہ پر دھر لیے بس تانیہ تھی جس کی ہنسی بھی نکل گئی۔

کیا۔۔۔پاگل ہے وہ جو یوں صرف بھینس کہنے پر تمہیں اغوا تک کر لے گی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرمد نے بے یقینی سے پوچھا۔

نہیں۔۔۔یہ بھی کہا تھا کہ اسطرح کی موٹی لڑکیوں کے ساتھ اج کل لڑکے شادی نہیں کرتے

اب کی بار موحد کی اواز میں پہلے جیسی سختی نہیں بلکہ خفت موجود تھی سرمد کی گھورتی نگاہوں کی وجہ سے سر کو جھکایا۔

وہ تم سے محبت کرنے لگی تھی اور تم نے

سرمد نے دانت پیس کر ناگواری سے کہا تو موحد نے جھکا سکر جھٹکے سے اٹھایا

بھائی۔۔۔محبت۔۔۔؟ وہ مجھ سے شدید نفرت کرتی ہے خدا کے لیے میری بات کا یقین کریں

موحد نے بچارگی سے ردا کے اتنے بڑے جھوٹ کی تردید کی

محبت ہے،نفرت ہے۔۔جو بھی ہے،مہتاب اور ملک جہانزیب کل ارہے ہیں ہمارے گھر شادی کی بات کرنا چاہتے ہیں،وہ لوگ بہت پریشان ہیں اس نکاح کو اور ردا کی ضد کو لے کر

سرمد نے سختی سے کہتے ہوئے اسے بتایا تو وہ اچھل پڑا

کیا مطلب۔۔۔؟

بھنویں اچکا کر حیرت سے سب کی طرف دیکھا وہاں باقی سب نفوس کے چہرے پر اس بات کی اشنائی رقم تھی اس کا مطلب تھا اس بمب کے پھوٹنے کا نقصان اٹھانے والا اس وقت وہ اکیلا ہی تھا۔

مطلب یہ کہ۔۔ملک جہانزیب رخصتی چاہتے ہیں ردا کی اور تمہیں گھر داماد بنانا چاہتے ہیں

سرمد نے دو ٹوک عجیب سا فیصلہ سنایا اور وہ تو جیسے سکتے میں چلا گیا۔۔ لگی ایک کاری ضرب اس کی اکڑ پر اور سامنے تخیل میں ردا قہقہ لگا رہا تھی۔

بھائی۔۔۔یہ ہو کیا رہا ہے سب۔۔دیکھیں وہ موٹی پاگل ہے میں نوکری اس کے منہ پر مار کر ا چکا ہوں اور یقین جانیں اس نکاح کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے میری نظر میں

موحد کے لہجے میں اب چڑچڑا پن جھلک رہا تھا،سرمد نے اس کی بات کا کوئی جواب دینا گوارا نہیں کیا تھا۔

بھائی میں یہ شادی ہرگز نہیں کروں گا اپ کہہ دیں ان لوگوں سے کوئی ضرورت نہیں گھر انے کی

موحد نے سرمد کو چپ کھڑا دیکھ کر غصے سے اپنا فیصلہ سنایا،سرمد نے

اس کی بات پر کچھ سکینڈ کی خاموشی اختیار کی اور پھر گہری سانس لی

نا کرنا۔۔۔پر یہ یاد رکھنا ثانیہ کا گھر دوسری دفعہ برباد ہونے کے زمہ

دار تم ہو گے پھر

سرمد نے کرختگی سے اسے اس کے فیصلے سے ہونے والے نقصان کا بتایا

اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا موحد نے حیرت سے

منہ کھول کر سب کی طرف دیکھا پر کسی کی بھی نظروں میں اس کے

لیے ترحم نہیں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جال بہت اچھی طرح بچھایا تھا ردا نے اس کی سوچ سے اگے تھی

وہ،تف بھیجنے کو دل کیا اپنی عقل پر ایک لڑکی نے نچا کر رکھ دیا تھا

اسے تخیل میں وہ ردا کا گلا دونوں ہاتھوں میں دبوچے زور سے دبا رہا

تھا۔

موحد بلکل الٹ سٹوری سنا رہا ہے اس نے بتایا ہے مجھے سب کہ کیا کیا

ہوا تھا دونوں کی بیچ جو نوبت یہاں تک پہنچی

ثانیہ کی بات پر مہتاب نے گاڑی چلاتے ہوئے ایسے غصے سے اس کی طرف دیکھا جیسے اس کی بات پر رتی بھر بھی یقین نا ہو۔

تو اپ یہ کہنا چاہتی ہیں میری بہن جھوٹی ہے؟

سرمد کی اواز میں ایسی سختی وہ پہلی دفعہ محسوس کر رہی تھی۔افس سے واپسی پر وہ ثانیہ کو پک کرتے ہوئے گھر کی طرف جا رہے تھے۔

نہ۔۔۔نہیں ایسا کب کہا میں نے۔۔وہ۔۔

ثانیہ نے گڑ بڑا کر بات کو سنبھالنا چاہا تو مہتاب نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کاٹ دی۔

ثانیہ۔۔۔مجھے ردا سے بہت پیار ہے میں دس سال کا تھا جب وہ اس دنیا میں ائی اور تب سے اب تک میں نے اسے روتے نہیں دیکھا تھا پر کل جس طرح اس نے سسکتے ہوئے مجھے ساری بات بتائی کہ کس۔۔کس طرح موحد نے اس کو ہرٹ کیا اور وہ ہے کہ وہ اب بھی اس سے محبت کرتی ہے اسی سے شادی کرنا چاہتی ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہتاب پیشانی پر شکن ڈالے بات کرتے ہوئے کبھی سامنے دیکھ رہا تھا تو کبھی ساتھ بیٹھی ثانیہ کو۔وہ ردا کے معاملے میں شروع سے ہی ایسا تھا اور ثانیہ سے شادی بھی اس نے ردا کی ہی خواہش پر کی تھی۔

میں مانتی ہوں شائید موحد سے ہی غلطی ہوئی ہو گی،پھر بھی ردا کو یوں زبردستی نکاح اور۔۔۔

ثانیہ نے پھر سے موحد کی طرفداری میں بولنا چاہا تو مہتاب کا غصہ مزید ہوا ہوا۔

تو کیا وہ رو دھو کر خود کو ختم کر لیتی،یہ سب موحد کو پہلے سوچنا چاہیے تھا اور اسے مسئلہ ہی کیا ہے،ردا میں کیا کمی ہے،کیوں کر رہا ہے وہ یہ سب؟

مہتاب نے الجھ کر اتنے سوال پوچھ ڈالے کہ وہ خاموش ہونے پر مجبور ہو گئی اور پھر نظریں گود میں دھرے ہاتھوں پر مرکوز کیں۔

مہتاب کے اس رویے نے اسے بہت بری طرح ہرٹ کیا تھا۔وہ صالحہ

کے بار بار سمجھانے پر مہتاب کے بارے میں سوچنے لگی تھی پر اب اس معاملے نے دل کو بری طرح اس سے متنفر کر دیا تھا مانا کہ ردا اسے بہت پیاری تھی اور موحد بد قسمتی سے اس کا بھائی نکلا پر اس میں اس کا کیا قصور تھا۔

گاڑی پورچ میں رکی تو وہ خاموشی سے اتر کر بنا پیچھے مڑے کمرے میں اگئی مہتاب گاڑی سے اترا تو وہ جا چکی تھی شادی کے بعد پہلی دفعہ وہ یوں اس نخرہ دکھا کر گئی تھی۔ایک عجیب سا احساس ہوا وہ ثانیہ سے کیوں یوں تلخ ہو رہا تھا اخر اس کا اس سب میں کیا قصور تھا کچھ دیر پہلے ثانیہ سے روا رکھے رویے پر ندامت محسوس ہوئی۔

وہ کمرے میں ا کر زیور اتار کر سنگھار میز پر پٹخ رہی تھی کمرے کی کشادگی اب اس کا دل دہلاتی تھی مہتاب کو اج ہفتہ ہو چلا تھا وہ مناہل کے کمرے میں سوتا تھا۔دل کر رہا تھا اپنی اس بلاوجہ کی تزلیل پر اونچی اونچی رو دے۔

چھت اس وقت گھپ اندھیرے میں ڈوبی تھی اور موحد ایک ٹوٹی سی چارپائی پر بے زار صورت بنائے اپنا موبائیل فون کان سے لگائے بیٹھا تھا دائیں ٹانگ اضطراب میں تیزی سے ہل رہی تھی دوسری طرف رنگ جا رہی تھی۔

ردا اپنے کمرے میں حاسبہ پر کچھ ٹائیپ کرنے میں مصروف تھی جب موحد کی فون کال موصول ہوئی۔مگن سے انداز میں نگاہ محمول پر ڈالی تو کلیدی تختی پر ٹاپنگ کرتے ہاتھ لمحہ بھر کو تھمے پھر ایک گہری سکون بھری سانس لیتے ہوئے فون اٹھا کر کان کو لگایا

یہ سب روکو جو ہو رہا ہے نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔

کرخت لب و لہجے میں موحد کی اواز پر وہ مسکراہٹ دبا گئی۔

تم سے برا تو پہلے بھی کوئی نہیں ہے اور سن لو کان کھول کر نہیں رک سکتا کچھ بھی

اس کے لہجے کے بلکل برعکس ردا پرسکون تھی جیت کے نشے میں اواز

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

چہک رہی تھی۔ردا ملک نے بہت سے گیم کھیلے تھے پر ایسا کھیل کبھی نہیں کھیلا تھا جہاں مقابل بے بس ہونے کے باوجود اکڑتا رہتا تھا

دیکھو بہت غلط ہو رہا ہے سب،میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں

موحد کو اس کا انداز تپا گیا تنک کر اسے ایسے کہا جیسے وہ ڈر جائے گی اس کی دھمکی پر

ٹھیک ہے مت چھوڑنا میں تو یہ چاہتی ہوں ساری عمر تم میرے ساتھ رہو اس گلٹ کے ساتھ کہ میں نے جس لڑکی کو یہ طعنہ دیا تھا کہ اس جیسی لڑکی سے دنیا کا کوئی لڑکا شادی نہیں کر سکتا میں اسی کا شوہر بن کر اس کے گھر میں رہ رہا ہوں

وہ بڑے ترنگ میں تھی۔

دیکھو تم۔۔۔

موحد نے دانت پیسے بات شروع کی

اں۔۔۔ہاں۔۔۔دیکھو گے صرف تم اب

وہ ٹھان چکی تھی سب اور پیچھے ہٹنا اسے اتا نہیں تھا۔

میں شادی نہیں کروں گا سمجھی تم جو کرنا ہے کرو بھاڑ میں جاؤ

موحد گرج دار اواز میں چیخا کہ ردا کے علاوہ اور کوئی بھی لڑکی ہوتی تو اس با رعب مرادنہ اواز پر سہم جاتی۔ردا نے بڑے ناز سے گردن کو خم دیا

ایز یو وش۔۔مت کرو بھاگ جاؤ،پر یہ ذہن میں رکھو مہتاب اور ثانیہ کا رشتہ تو اب صرف تمھاری رضامندی پر ٹکا ہے

مات اور پھر شہہ مات وہ کوئی معمولی کھلاڑی نہیں تھی۔موحد نے ضبط سے تھوک نگلا

ٹھیک ہے۔۔۔تمہیں بہت شوق ہے مجھے شوہر بنانے کا تو ہو گی اب یہ شادی اور میں تمہیں دکھاؤں گا شوہر ہوتا کیا ہے

موحد نے دانت پیستے ہوئے اپنی چال چلی۔

اوہ۔۔۔پھر سے دھمکی۔۔۔ٹھیک ہے تم مجھے دکھانا کہ تم کیسے شوہر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو،میرا بھائی پھر تمھاری بہن کو دکھائے گا وہ کیسا شوہر ہے

ردا نے اسی کی چال اس پر الٹ دی

یو۔۔۔۔۔

غصے سے مٹھیاں بھینچے وہ اپنی جگہ سے اٹھا ردا نے فورا اس کی بات کو اچک لیا

بھینس۔۔۔موٹی۔۔۔پاگل۔۔۔۔کہہ دو کہہ دو،صرف کہہ ہی سکتے ہو تم کر کچھ نہیں سکتے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا ہنس رہی تھی موحد نے غصے سے فون بند کیا اور اٹھ کر پوری قوت سے چار پائی کی ٹانگ کو ٹھوکر ماری پر وہاں شائید کوئی کیل اس کے اس وار کے اگے تن کر کھڑا ہو گیا تھا وہ بری طرح لڑ کھڑایا کیل بہت زور سے انگوٹھے پر لگا تھا۔

اہ۔۔۔۔بے ساختہ منہ سے ٹیس نکلی اور پھر بڑ بڑاتا غصے میں لنگڑا کر چلتا وہ ہارے ہوئے کھلاڑی کی طرح نیچے جا رہا تھا۔

فرض کرو اگر میں یہ مان بھی لوں کہ تم سچ بول رہے ہو پھر بھی اب کیا کریں بولو؟تمھارا رشتہ ردا سے ختم مطلب مہتاب کا ثانیہ سے ختم

سرمد نے پریشانی سے اس کے سامنے سنگین مسئلہ رکھا،وہ بے حال سا سرمد کے سامنے بیٹھا تھا۔اور کچھ دور صالحہ بیگم بیٹھی تھیں۔

ملک جہانزیب ملتان پہنچ گئے تھے اور اج شام کو وہ اور ملک مہتاب گھر انا چاہتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھائی یہی تو میں کہہ رہا ہوں ان لوگوں نے بہت بری طرح ہمیں ٹریپ کیا ہے

موحد نے تاسف سے سمجھانا چاہا

ٹریپ۔۔۔تم ان کے احسانوں کو ٹریپ کہہ رہے ہو

سرمد نے ابرؤ چڑھائے اس کی بات کی نفی کی

بھائی مجھے گھر داماد بنا رہے ہیں اپ کو یہ احسان لگتا ہو گا بٹ سوری

مجھے یہ کسی صورت منظور نہیں

موحد کو اب سرمد پر ہی غصہ انے لگا تھا پر صرف سرمد ہی نہیں سارے گھر والے اب تو پیچھے پڑے تھے۔

تم یہ کیوں نہیں سوچ رہے تم اتنے مالدار گھرانے کے اکلوتے داماد ہو گے سب تمھارا ہوگا

سرمد نے محبت سے اسے دولت کا لالچ دیا،موحد نے نخوت سے ناک چڑھائی ردا کا سراپا ذہن میں گھوم گیا۔

بھائی وہ مجھے اپ سب سے چھین رہے ہیں

موحد نے لفظوں پر زور دیتے ہوئے سرمد کو ڈرانا چاہا

چھین رہے ہیں پاگل،میں ہوں نا یہاں تم تو ویسے بھی لاہور میں ہی تھے

سرمد کے پاس اس کی ہر بات کا جواب تھا۔

امی۔۔۔پلیز اپ مجھے جانتی ہیں میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتا اور نا گھر

داماد بننا چاہتا ہوں

سرمد سے مایوس ہو کر موحد نے رخ صالحہ کی طرف کیا۔صالحہ نے جھکا سر اوپر اٹھایا

یہ سب نکاح کرنے سے پہلے سوچنا تھا اور اگر تجھے لگتا ہے ہم سب سے الگ ہو کر جی سکتا ہے تو ٹھیک ہے مت کر شادی

صالحہ بیگم تو پہلے سے دل برداشتہ بیٹھی تھیں تنک کر گویا ہوئیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امی۔۔۔

موحد نے افسوس سے خفیف اواز میں پکارا

شادی نہیں کرنی مت کر مگر یہ بھی یاد رکھنا اس گھر میں بھی تمھاری کوئی جگہ نہیں ہے

صالحہ نے خفگی سے چہرے کا رخ دوسری طرف پھیرا،موحد نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر خاموش ہو گیا۔

کون کہتا ہے کہ مجبور صرف لڑکیاں ہوتی ہیں کوئی ا کر دیکھے تو اسے

لڑکے بھی کتنے بے بس اور مجبور ہوتے ہیں صرف لڑکیاں ہی گھر کی اور ماں باپ کی عزت پر قربان نہیں ہوتیں،کوئی اگر دیکھے اسے لڑکے بھی اپنی بہنوں کے گھر بسانے کو قربان ہوا کرتے ہیں۔

وہ سپاٹ چہرہ لیے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔اب وہ کچھ نہیں بولے گا صرف کرے گا دل میں تہیہ کیے وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپی !!!! یہ کیا کہہ رہی ہیں؟

تقریبا چیختے ہوئے موحد اچھل کر کرسی پر سے کھڑا ہوا۔چہرہ حیرت زدہ تھا تو منہ ابھی تک کھلا تھا ثانیہ نے نظریں چرائیں۔شادی کی تاریخ طے ہو چکی تھی اور اب ایک نیا بمب اس کے سر پر پھوڑا جا رہا تھا۔

ایسا ہی ہے

ندامت سے ثانیہ کی اواز سرگوشی میں تبدیل ہوئی،اور اب موحد اس انوکھی بات کی تصدیق کے لیے پاس کھڑی صالحہ کی طرف دیکھ رہا تھا جو ثانیہ سے بھی زیادہ مسکین صورت لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ان

کی یہ مسکین صورت اسے ہمیشہ بلیک میل کرنے کے لیے ہوتی تھی۔اور وہ ہو جاتا تھا

اپی اس کی کمی تھی بس ہے ناں؟

صالحہ سے مایوس ہو کر پھر سے ثانیہ کو دانت پیستے ہوئے مخاطب کیا،اب وہ دونوں گھبرا کر ایک دوسرے کی صورت تکنے لگی تھیں اور وہ تھا کہ ضبط کی اخری سیڑھی پر کھڑا

تیز تیز سانس اندر باہر انڈیل رہا تھا۔

موحد ایسا کوئی حرج بھی نہیں جب رہنا وہاں ہے تو

ثانیہ نے ہاتھوں کی انگلیوں کو اپس میں پھنسائے غلط بات کو بھی درست بنانے کی بھرپور کوشش کی جس پر موحد کا ضبط ختم ہوا۔مطلب بہنیں اور ماں راضی ہو بھی چکیں بھئی واہ یہ اوقات تھی اس کی اپنے گھر میں تو وہاں تو۔۔۔

اپی بس کریں اپ تو،پہلے زبردستی نکاح اور اب یہ مزاق ہے کیا؟وہ

موٹی اب بارات لے کر ائے گی اور میں رخصت۔۔۔یعنی کے حد ہوتی ہے بھئی

✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽

موحد کے چہرے پر ضبط کے اثار واضح تھے۔اس نے ایک غصیلی نگاہ اپنے سامنے مجرم سی بنی ثانیہ اور صالحہ پر ڈالی

بھائی کہاں ہیں؟مجھے ان سے بات کرنی ہے

اس بات نے تو اسے سر سے پاؤں تک تپا دیا تھا،تپک کر قدم اگے بڑھاتا کمرے کا دروازہ زور سے کھول کر دیوار میں مارتا باہر نکلا،شادی کی تاریخ طے ہونے کے بعد سے وہ اسی طرح سب گھر والوں کو غصہ دکھانے کے لیے دروزے کھڑکیاں مار رہا تھا۔

بھائی۔۔۔بھائی

موحد تقریبا چیخ کر پیشانی پر شکن لیے سرمد کو پکارتا لاؤنج میں ایا،سرمد کھانے کے میز پر بیٹھا تھا۔چونک کر موحد کی طرف دیکھا۔رات کا وقت تھا ثانیہ سرمد کے لیے کھانا لگا رہی تھی،وہ کچھ دیر پہلے ہی افس سے

واپس ایا تھا

کیا ہوا؟

سرمد کے کھانا کھاتے ہاتھ موحد کے یوں بپھرے ہوئے لہجے اور انداز پر تھم گئے۔

بھائی اپ صاف صاف منع کریں،یہ جو نئ شرط ائی ہے اس مہرانی کی طرف سے،میں ہر گز نہیں مانوں گا یہ

موحد اب سرمد کے سر پر کھڑا تھا،جو ذہن پر زور ڈال رہا تھا کہ اخر کو موحد کس بات پر یوں غضبناک ہو رہا ہے۔

ردا کی بارات والی بات کا بتایا ہے ابھی میں نے اسے

ثانیہ نے اہستگی سے کہتے ہوئے سرمد کی الجھن کو دور کیا۔

اوہ اچھا وہ بات۔۔وہ میں اج کر چکا ہوں مہتاب سے،دراصل وہ کہہ رہے ہیں،اپ کو بارات لاہور لانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ملتان ا جاتے ہیں سب ارینجمنٹس ہم کریں گے،کیونکہ وہ کسی کو یہ بتانا نہیں

چاہتے کہ تم دونوں پہلے سے نکاح کر چکے ہو

سرمد نے عام سے لہجے میں بات مکمل کی اور حیرت سے موحد کی طرف دیکھا کہ وہ اتنی سی بات پر کیوں بھڑک اٹھا تھا۔

تو بات تو وہی ہوئی نا کہ وہ بارات لائے گی

موحد نے ضبط سے دانت پیستے ہوئے سر کو تاسف سے جنبش دی۔لب و لہجہ کسی کو کچا چبا جانے والا تھا۔

نہیں نہیں۔۔۔بارات تم ہی لے کر جاؤ گے پر وہ رخصت ہو کر نہیں ائے گی ہمارے گھر،اسی رات کی فلائیٹ ہے لاہور کی اور تم بھی ساتھ جاؤ گے

سرمد نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اس کے لیے یہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی تھی اسی لیے موحد کی رخصتی کو بڑی خوبصورتی سے لفظوں کا پیرہن دیا۔

نہیں ان سے کہیں ردا کو پہلی رات ادھر انا ہو گا رخصت ہو کر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہمارے گھر

موحد نے دو ٹوک لہجے میں اپنا فیصلہ کچھ یوں سنایا جیسے اب تک تو اسی کے فیصلے مانے جا رہے تھے۔

نہیں وہ لوگ نہیں مانیں گے،تم بات کر لو ردا سے شائید وہ مان جائے تمھاری بات

سرمد نے بڑے ارام سے سارا بوجھ اس کے کندھوں پر منتقل کیا اور خود ارام سے سر جھکا کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔موحد نے ایک نظر سب کی طرف دیکھا، سب چپ تھے،بے بس تھے ثانیہ کا رشتہ سب کے لیے کمزوری بن گیا تھا وہ پیر پٹختا کمرے میں چلا گیا۔

کمرے میں ادھر سے ادھر بے چینی میں چکر لگاتا وہ عجیب سی اذیت سے دوچار تھا۔گھر میں کوئی بھی تو ایسا نہیں تھا جو اس کی کیفیت کو سمجھ سکتا۔

ردا ملک ایسا ہے تو ایسا ہی سہی ابھی تک تو تمھارا میری شرافت سے پالا

پڑا تھا پر اب تم بھی دیکھو گی کہ میں ہوں کیا۔لب سختی سے بھینچ کر وہ خود کو انے والے وقت کے لیے تیار کر رہا تھا۔

شربتی سی روشنی میں نہایا ماحول،ہلکی ہلکی برتنوں کے بجنے کی اوازیں اور مدھم سی اواز میں چلتی مسحور کن موسیقی،یہ کوئی اکرا ریستوران تھا جس کے افسوں خیز ماحول میں وہ مہتاب کے سامنے بیٹھی کھانا کھا رہی تھی۔

وہ اج موحد اور ردا کی شادی کی شاپنگ کے سلسلے میں باہر ائے تھے اور شاپنگ کے بعد اب کسی ریستوران میں رات کا کھانا کھا رہے تھے،شادی کے بعد اس ایک ماہ میں وہ پہلی دفعہ اکیلی مہتاب کے ساتھ باہر کھانا کھا رہی تھی۔یہ ایک ماہ یوں پر لگا کر گزرا کہ اسے خبر تک نا ہوئی وجہ شائید موحد اور ردا کا رشتہ بھی تھا جس کے لیے وہ کبھی میکے ہوتی تو کبھی گھر،پورا مہینہ گھن چکر بنی رہی۔

مناہل کے رویے میں کوئی خاص لچک نہیں ائی تھی اگرچہ ثانیہ اس کے سارے کام اسی معمول پر سرانجام دیتی تھی،بس اب وہ مناہل سے

زبردستی نہیں کرتی تھی۔

مہتاب نے اسے اپنی پسند سے کپڑے،جوتے اور زیور لے کر دیے تھے وہ انکار کرتی رہی پر مہتاب نے ایک نہیں سنی۔مہتاب کا یوں حق جتانا اور توجہ دینا اچھا لگا تھا۔

کن اکھیوں سے اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھنے کے لیے نگاہ اٹھائی تو دل دھک رہ گیا۔مہتاب کے بلکل پیچھے بیٹھا شخص اج پورے سال بعد اسے نظر ایا تھا۔

ثانیہ کا دل بری طرح سے دھڑکنے لگا تھا،چہرہ زرد ہوا،ٹھنڈے پسینے کے قطرے پیشانی پر نمودار ہوئے۔سامنے بیٹھا شخص اس کا سابقہ شوہر اور اس کی بچپن کی محبت تھی۔

رضا شائید افس کے لوگوں کے ساتھ اس وقت اس ریستوران میں موجود تھا اس کے ساتھ بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔اور وہ بھی ثانیہ کو دیکھ کر یونہی سکتے کے عالم میں بیٹھا تھا

ثانیہ کیا ہوا؟ٹھیک ہو؟

مہتاب نے ثانیہ کے یوں ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھ کر پوچھا،مہتاب کی اواز پر وہ گڑبڑا کر چونکی۔

جی ٹھ۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔وہ میں۔۔مجھے واشروم جانا ہے،اتی ہوں

گھبرائی سی کرسی کو پیچھے دھکیلتی اٹھی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ریسٹ روم کی طرف بڑھ گئی۔بار بار ماتھے پر ایا پسینہ صاف کرتی اور دل میں اٹکتی عجیب سی پھانس کو نگلتی وہ واش روم میں گھسی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پانچ منٹ کے بعد وہ ریسٹ روم سے جیسے ہی باہر نکلی ٹھٹھک کر رک گئی۔رضا ریسٹ روم کے باہر لمبی سی راہداری میں اس کے سامنے کھڑا تھا صورت پر دنیا بھر کا دکھ اور ندامت عیاں تھی،ثانیہ نے چہرے پر سختی سجائی اور بے اعتنائی برتتے ہوئے قدم اگے بڑھائے۔

ثانیہ۔۔۔ثانیہ۔۔۔

رضا کی عقب سے اتی اواز پر قدم نا چاہتے ہوئے بھی منجمند ہوئے۔وہ

اب پھر گھوم کر ثانیہ کے سامنے تھا۔

ثانیہ تم نے شادی کر لی؟

لہجے میں بے یقینی تھی۔ثانیہ نے حیرت سے اس شخص کی طرف دیکھا اخر کو وہ چیز کیا تھا۔وہ کیا چاہتا تھا کہ وہ یوں سسکتی رہتی ساری عمر۔

میرا راستہ چھوڑیں پلیز

ثانیہ نے سختی سے کہا کیونکہ راہداری میں وہ اب کچھ یوں کھڑا تھا کہ اس کا راستہ مکمل طور پر روکے ہوئے تھا۔

ثانیہ میں بہت پچھتا رہا ہوں۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔بہت

رضا کی بیتاب سی اواز ابھری،ثانیہ نے غصے سے دیکھا

دیکھیں میں نہیں جانتی اپ کون ہیں؟کیا ہیں؟مہربانی کریں میرا راستہ چھوڑیں

ثانیہ کا لہجہ سپاٹ تھا تو چہرے کے انیس پٹھے ضبط سے کھنچے ہوئے تھے۔

ثانیہ میں نے شادی نہیں کی ہے اور نا کروں گا اب زندگی بھر، میں

نے بہت بڑی غلطی کی ہے یہ سزا ہے اب میری

رضا کی اواز اس کے اندر کی ندامت کا منہ بولتا ثبوت تھی۔ثانیہ نے خشمگیں نگاہ رضا پر ڈالی اور ایک ہاتھ سے اسے ایک طرف کرتی تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔

کیوں وہ اج ایک سال بعد اسے نظر ایا تھا اس کی خوشیوں کا قاتل انسوؤں کا گولا گلے میں اٹک رہا تھا۔میز کے پاس اتے ہی گھٹی سی اواز میں گویا ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مہتاب گھر چلیں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے

مہتاب نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھا،

ثانیہ ایوری تھنگ از اوکے،تم چلو گاڑی میں بیٹھو میں بل دے کر اتا ہوں

مہتاب نے فکر مندی سے اس کی طرف گاڑی کی چابی بڑھاتے ہوئے کہا

ثانیہ کا چہرہ اسے پریشانی میں مبتلا کر گیا تھا۔

ثانیہ نے سر ہلانے میں اکتفا کیا اور مہتاب کے ہاتھ سے چابی پکڑ کر تیزی سے قدم داخلی دروازے کی طرف بڑھا دیے۔

گاڑی میں بھی مہتاب بار بار فکر مندی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ اج اپنے رشتے کو اگے بڑھانے کا سوچ کر افس سے نکلا تھا،پر ثانیہ کے عجیب سے رویے نے پریشان کر دیا تھا۔وہ ایکدم سے اداس اور افسردہ سی ہو گئی تھی۔

ﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

وسیع و عریض لان حد نگاہ تک برقی قمقموں سے سجا ہوا تھا،ایسا لگ رہا تھا پورا ملتان امڈ ایا ہو،یہ اس کی مہندی کی تقریب تھی جس کا اتنا بیش قیمت انتظام کیا گیا تھا۔

وہ ہلکے سبز رنگ کے کرتے پر بنارسی کپڑے کی بنی بھڑکیلی سی واسکٹ پہنے بے زار سی صورت بنائے بیٹھا اس بے انتہا کی فضول خرچی کو کوس رہا تھا۔سارا پیسے کا کھیل تھا یہ لوگ لاکھوں اپنی شادی کی ایک تقریب پر اڑا دیتے ہیں اور ہم جیسے لوگ کتنے سال بہنیوں کی شادی کے لیے

پیسے جوڑتے ہیں۔

گہری سانس خارج کرتے ہوئے ارد گرد دیکھا دل کیا سب چھوڑ کر بھاگ جائے یہاں سے پر اس کے اپنے جو اج اتنا خوش تھے چہک رہے تھے ان کے چہرے خود غرضی کا گلا گھونٹ رہے تھے ،اس وقت ہر شخص اس کی اذیت سے انجان اسے رشک اور حسد کے ملے جلے تاثرات سے دیکھنے میں مصروف تھا۔اپنے دوستوں کو تو اس نے بلایا نہیں تھا پر خاندان کے کچھ کزن اسے کمر سے دبوچ دبوچ کر بڑا ہاتھ مارا ہے۔۔۔تیرے تو مزے ہو گئے بھئی جیسی سرگوشیاں کر رہے تھے۔

اب وہ کیا جواب دیتا ان سب کو کہ اس بڑے ہاتھ کے پیچھے ایک ان چاہی،دہشت گرد عزایئم رکھنے والی موٹی سی ڈاکو بیوی ہے۔انہی سوچوں میں گم بیٹھا تھا جب سامنے سے پھولوں کی سجی ڈولی کو چار ادمی اٹھا کر لاتے نظر ائے۔

یقینا اس ڈولی میں اس کی جان کی دشمن،زبردستی گلے کا طوق بن جانے والی تشریف فرماں تھی۔موحد کو ڈولی کندھوں پر اٹھائے ان لڑکوں کی

جانوں پر ترس ا گیا۔

ڈولی سٹیج کے قریب لا کر رکھ دی گئ اور پھر اس میں سے وہ بھاری بھرکم دوشیزہ برامد ہوئی۔سبز رنگ کے فراک پر کندن کے کام کا ست رنگا دوپٹا اوڑھے اور پھولوں کا زیور پہنے ناک میں چھوٹی سی نتھلی پہنے ،بڑی ناملائی سے گردن کو تانے وہ سٹیج پر بیٹھے موحد کو دیکھ کر مسکائی جس پر وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔چار لڑکیاں اب اسے پھولوں کی لڑیوں کی بنی چادر کے سایے میں سٹیج پر لا رہی تھیں۔

بڑی سی نوک دار ہیل پہنے فراک کو ہاتھوں سے تھوڑا سا اوپر اٹھائے سہج سہج کر پاؤں رکھتی وہ سٹیج پر ائی،ہر طرف شور تھا ارد گرد سے کیمروں کی چمکتی اور وجود میں چبھتی روشنیاں تھیں۔

اب وہ موحد کے ساتھ بیٹھی تھی اور بڑے ناز سے مسکرا کر تصاویر بنوا رہی تھی جبکہ موحد کے چہرے کی سختی بڑھ گئ تھی۔

کوئی بات نہیں اخری رات ہے ردا ملک جتنا جشن منانا ہے منا لو۔دل میں سوچا اور گھور کر ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھی ان چاہی منکوحہ کی

طرف دیکھا۔

وہ جو زبردستی کی مسکراہٹ کو گہرا کرتے ہوئے تصویریں بنوا رہی تھی موحد کے یوں گھورنے پر اس کی طرف دیکھے بنا سامنے کیمرے پر نظریں مرکوز رکھتی گویا ہوئی۔

کیا ہوا؟زیادہ موٹی لگ رہی ہوں کیا ؟۔۔۔مما نے تو بہت کوشش کی شادی سے پہلے ان پندرہ دنوں میں، میں سمارٹ ہو جاؤں پر میں نے صاف صاف کہہ دیا،موحد کو تو میں ایسی ہی پسند ہوں،اس نے کہا ہے خبردار اگر ایک انچ بھی پتلی ہوئی تو

ردا نے چہک کر اس کا خون جلانے کی کوشش کی بمشکل ضبط کرتا وہ بھی اب بنا دیکھے بول رہا تھا۔

اوہ اچھا کیا بتا دیا مجھے۔۔۔میں بھی یہ سوچ رہا تھا ڈولی اٹھائے لڑکوں کے ماتھے پر پسینہ کیوں ہے؟

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجائے کہا،ردا نے ضبط سے ایک پل کو لب

بھینچے پھر زبردستی مسکرائی۔

یہ پسینہ تمھارے ماتھے پر بھی ائے گا، ہمارے ہاں رواج ہے ،شادی کی پہلی رات دلہن کو اٹھا کر بیڈروم تک لے جانا ہوتا ہے خیر سے میرا توکمرہ بھی تیسری منزل پر ہے اور گھروں میں لفٹ نہیں ہوا کرتی۔

ردا نے بڑے زعم میں ابرؤ چڑھائے

ڈرا رہی ہو؟۔۔۔اٹھاؤں گا بھی اور اوپر تیسری منزل پر لے جا کر گراؤں گا بھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے اسی کے انداز میں برابر زعم دکھایا۔پر وہ ڈرنے والوں میں سے کہاں تھی قہقہ لگا کر اس کا خون جلا گئی۔

دیکھا جائے گا،فلحال تو مجھے اپنی جیت کا جشن دیکھنے دو

بڑے ترنگ میں ناک سکیڑ کر کہتی وہ سامنے ڈانس فلور پر نظریں جما چکی تھی جہاں دو گروپس کی شکل میں لوگ ڈھولکی لے کر بیٹھے تھے۔

غور سے دیکھنے پر پتا چلا ایک طرف اس کے ننھال کے لوگ اور اس کی

بہنیں بیٹھی تھیں اور دوسری طرف شائید ردا کے خاندان کے لوگ تھے ردا کے گروہ کی طرف کوئی لڑکی گلوکارہ تھی اور ان کی طرف لڑکا تھا جس کے ہاتھ میں مائیک موجود تھا،یہ لوگ کیا کرنے والے ہیں انداز کسی مقابلے جیسے تھا۔

گلوکارہ نے بڑی سریلی اواز میں گانا شروع کیا

کوٹھے تے ا ماہیا۔۔کوٹھے تے ا ماہیا

(چھت پر اؤ ماہی۔۔چھت پر اؤ ماہی)

ملنا تا مل ا کے نئیں تا کھسماں نوں کھا ماہیا

(ملنا ہے تو ملو ا کر نہیں تو خسماں کو کھا ماہی)

موحد کا سارا بچپن کراچی میں گزرا تھا لیکن عالمگیر کی وفات کے بعد دس سال پہلے صالحہ ان سب کو لے کر ملتان اگئ تھیں اس کے ننھال والے پنجابی بولنا جانتے تھے پر وہ ان دس سالوں میں صرف اس قابل ہو سکا تھا کہ وہ پنجابی سمجھ سکتا تھا بول نہیں سکتا تھا۔اسے ویسے بھی

پنجابی بولنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

ان کی طرف کھڑا گلوکار اب لڑکی کے ٹپے کا جواب دے رہا تھا۔

او کی لینا اے مترا توں۔۔۔او کی لینا اے مترا توں

(او کیا لینا ہے دوستوں سے۔۔۔او کیا لینا ہے دوستوں سے)

ملن تے ا جاواں ڈر لگدا اے چھتراں توں۔۔۔

(ملنے تو اجاؤں،ڈر لگتا ہے جوتوں سے)

ردا نے قہقہ لگا کر اس کی طرف دیکھا۔یہ تمھارے قہقے بہت جلد سسکیوں میں بدلیں گے موحد نے دانت پیسے۔

مائیک پھر سے اب گلوکارہ کے پاس تھا۔

ایتھے پیار دی پُچھ کوئی ناں۔۔ایتھے پیار دی پُچھ کوئی ناں

(ادھر پیار کو کوئی نہیں پوچھتا۔ادھر پیار کو کوئی نہیں پوچھتا)

تیرے نال نئیوں بولنا تیرے منہ تے مُچھ کوئی ناں

(تمھارے ساتھ نہیں بات کرنی تمھارے چہرے پر مونچھ نہیں ہے)

موحد نے بے ساختہ انگلیوں کو موچھوں سے گھما کر تھوڑی تک پھیرا۔گلوکار اب لہک لہک کر جواب دے رہا تھا۔

مزا پیار دا چکھ لاں گا۔۔مزا پیار دا چکھ لاں گا

(مزا پیار کا چکھ لوں گا،مزہ پیار کا چکھ لوں گا)

جے تیرا حکم ہو وے میں تے داڑھی وی رکھ لاں گا

(اگر تمھارا حکم ہو تو میں تو داڑھی بھی رکھ لوں گا)

سب لوگ قہقے لگا رہے تھے تالیاں پیٹ رہے تھے۔اسے یوں محسوس ہو رہا تھا ان سب کا ایک ہاتھ اس کا گال ہے جس پر سب لوگ دوسرے ہاتھ سے طمانچے لگا رہے ہیں اور دانت نکال رہے ہیں۔

باغے وچ ایا کرو۔۔باغے وچ ایا کرو

(باغ میں ایا کرو۔۔باغ میں ایا کرو)

جدوں اسی سو جائے تُسی مکھیاں اڑیا کرو

(جب ہم سو جائیں اپ مکھیاں اڑیا کرو)

گلوکارہ بڑا ہنس ہنس کر گا رہی تھی۔مکھیاں تو ایسی اڑاؤں گا پتا چلے گا تمہیں۔موحد نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو اب مسکرا رہی تھی۔صورت سے کبھی کتنی بھولی لگتی تھی پر کتنی خطرناک اور ہٹ دھرم تھی وہ اس کی یہ ساری اکڑ اس کا زعم،بھرم سب پاش پاش کرنے کی ٹھان چکا تھا وہ۔

تُسی روز نہایا کرو۔۔تُسی روز نہایا کرو

(اپ روز نہایا کرو۔۔اپ روز نہایا کرو)

مکھیاں تو ڈر دے او گڑ تھوڑا کھایا کرو

(مکھیوں سے ڈرتے ہو گڑ تھوڑا کھایا کریں)

گلوکار ناک چڑھا کر گا رہا تھا،سب لوگوں کی سٹیاں تالیاں گونج رہی تھیں۔اور وہ پتا نہیں کیا کچھ سوچ چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھولتی اندر داخل ہوئی اتے ہی بھاری کام والا دوپٹہ ایک طرف بیڈ پر اچھال دیا۔مہندی کی تقریب ختم ہونے کے بعد گھر لوٹتے تک رات کے تین بج گئے تھے،تھکاوٹ سے برا حال تھا،اس کا تو بہت دل تو تھا کہ اج ادھر امی کی طرف جاتی پر مہتاب نے ا کر چلنے کے لیے کہا تو صالحہ بیگم کی گھوری اسے سب سمجھا گئی کہ وہ چاہتیں ہیں کہ وہ اپنے گھر جائے۔

گہرے گلابی رنگ کے جوڑے کے ساتھ گہرے نارنجی رنگ کا دوپٹہ کندھے پر ڈالے اور معمول کے بر خلاف گہرے میک اپ میں وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

دوپٹہ ایک طرف رکھنے کے بعد زیور اتارنے کی غرض سے وہ سنگھار میز کے سامنے ائی تھی جب اچانک باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی اواز پر چونک کر رخ موڑا

مہتاب شرٹ کے بازو فولڈ کرتا ہوا باتھ روم سے ملحقہ ڈریسنگ روم سے باہر ا رہا تھا۔ایک دم سے یوں مہتاب کو کمرے میں دیکھ کر وہ

گڑبڑا گئی۔اور دوپٹہ نا ہونے کا احساس خفت بڑھا گیا۔ثانیہ کو یوں ساکن اور حیرت زدہ سے دیکھ کر مہتاب کے بھی شرٹ کے کف چڑھاتے ہاتھ تھم گئے۔

وہ اج ردا مناہل کے پاس ہے تو۔۔۔میں یہاں ا گیا

مہتاب نے اس کی بوکھلاہٹ کو دیکھتے ہوئے اپنی موجودگی کا جواز پیش کیا ردا واقعی مناہل کے کمرے میں تھی پر اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا کہ مہتاب کے سونے کے لیے اتنے بڑے گھر میں اور کوئی کمرہ موجود نہیں تھا پر وہ یوں سب کے سامنے ثانیہ اور اپنے بیچ کی یہ دوری سب پر اشکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

مہتاب نے ایک بھرپور نظر اس کے سراپے پر ڈالی جو اج پوری تقریب میں اس کی توجہ اپنی طرف مبزول کر رہا تھا۔ہمیشہ اسے سادہ حلیے میں دیکھا تھا تو اج اس کا یہ روپ بار بار دیکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔

جی۔۔۔

ثانیہ نے مدھم سی اواز میں جی کہنے پر اکتفا کیا،ان کا اپنا کمرہ ہے، بھلا میں کیا کہوں گی،ایسے اجنبیت برت رہے ہیں جیسے یہ اب صرف میرا کمرہ ہے۔

ثانیہ نے اہستگی سے رخ پھر سے سنگھار میز کی طرف موڑ دیا۔مہتاب اب ڈریسنگ روم کی الماری کھولے کھڑا تھا۔

کان میں پہنے جھمکے اتارنے کے لیے ہاتھ اوپر کیا تو الجھ کر رہ گئ جھمکے کے نیچے لٹکتا موتی قمیض کے کندھوں پر موجود کام کے دھاگوں سے اسطرح الجھ گیا کہ جھمکے کا لاک بھی نہیں کھل رہا تھا۔مہتاب اب کمرے میں ا چکا تھا اور بیڈ کے پاس کھڑا اپنے موبائیل پر نظریں جمائے ہوا تھا۔

کن اکھیوں سے ثانیہ کو یوں جھمکے سے اُلجھتے دیکھا جب مسلسل دو منٹ تک وہ اسی طرح الجھتی رہی تو خود کو اس کی مدد کرنے سے نا روک سکا۔

چھوڑیں ایک منٹ

عقب سے اتی مہتاب کی اواز پر اس کے مسلسل کوشش کرتے ہاتھ کان کے پاس جھمکے پر تھم گئے مہتاب نے قریب ہو کر غور سے جھمکے کے موتی کو کندھے پر موجود کام میں پھنسے ہوئے دیکھا۔

مہتاب کے کپڑے بدل لینے کے بعد بھی اس کی کلون کی مہک ہنوز برقرار تھی جو اس کے یوں قریب ا جانے پر اس کی سانسوں میں بھی گھل رہی تھی،کتنی مسحور کن خوشبو تھی وہ دل میں سراہئے بنا نا رہ سکی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موتی کو بڑی احتیاط سے قمیض کے کندھے سے نکال کر مہتاب نے جھمکا بھی کان سے نکال دیا۔شادی کے بعد اج وہ ثانیہ کو اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا وہ بہت خوبصورت معصوم صورت کی مالک تھی مہتاب کی یوں خود پر گڑی نظروں کی وجہ سے پلکیں کپکپا گئی تھیں۔

تھنکیو۔۔

مہتاب کے ہاتھ سے جھمکا پکڑتے ہوئے اہستگی سے اس کا شکریہ ادا کیا۔مہتاب جو یوں یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اس کے تھنکیو کہنے پر جیسے

ہوش میں ایا اور پھر تیزی سے قدم واپس بیڈ کی طرف بڑھا دیے۔

عجیب سی جھجک تھی شائید اس کی وجہ دونوں کی خاموش طبیعت تھی،شادی کا یوں اچانک ہو جانا یا پھر دونوں کو ایک دوسرے کی سابقہ محبت کی شادی کا علم ہونا تھا۔

زیور اتارنے کے بعد جب وہ کپڑے تبدیل کر کے واپس ائی تو مہتاب بیڈ کے ایک طرف لیٹ چکا تھا۔اس کا ایک الگ کمفرٹر بڑے سلیقے سے ایک طرف رکھا ہوا تھا جو شائید ابھی ابھی ایوا رکھ کر گئ تھی۔

ثانیہ نے مہتاب کی طرف دیکھے بنا کمفرٹر کو کھولا اور سمٹ کر ایک طرف لیٹ گئ۔اگر اپنی بیٹی کے لیے ایک کیر ٹیکر ہی بنا کر رکھنا تھا تو یہ رشتہ بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ثانیہ نے انکھیں موند لی تھیں۔یہ اجنبیت اب محسوس ہونے لگی تھی۔

کتنے عرصے کے بعد یوں اس کے ساتھ بیڈ پر کوئی موجود تھا نائیلہ چھپاک سے ذہن میں اگئ وہ کب ایک ہی بستر میں رہتے ہوئے اس سے اتنا دور رہتی تھی سر اسکے سینے پر ہوتا تھا اور بازو اس کی کمر کے

گرد حائل ہوتے تھے۔

وہ کیا سوچ جا رہا تھا خود پر حیرت ہو رہی تھی کیا ثانیہ کے ساتھ یہ قربت نائیلہ کے محبت کو ایک پل میں فراموش کر رہی تھی۔دل کیوں اج چاہ رہا تھا کہ ثانیہ نائیلہ کی طرح اس پر محبتیں لٹا دے پر وہ نائیلہ نہیں تھی وہ اس سے محبت نہیں کرتی تھی۔

اپنی اپنی سوچوں میں گم ایک ہی بیڈ پر کچھ دوری پر لیٹے کب دونوں نفوس کی بند انکھیں نیند میں ڈوب گئیں خبر نہیں ہوئی۔

ملک جہانزیب نے مسکراتے ہوئے اہستگی سے اپنا سر اوپر اٹھایا اور اپنے سامنے بیٹھے موحد کو دیکھا۔وہ اس وقت لاہور میں ملک جہانزیب کے اعلی شان بنگلے میں ان کے اکلوتے داماد کی حیثیت سے بیٹھا تھا۔

لاہور پہنچ کر وہ ابھی گھر پہنچے ہی تھے جب ملک جہانزیب اسکے ہمراہ لاؤنج میں اگئے۔کچھ دیر خاموشی سے سر جھکائے بیٹھے رہے پھر سر اٹھا کر گلا صاف کیا۔شادی کے تاریخ طے ہونے کے بعد یہ ان کی موحد

سے پہلی گفتگو تھی۔

میں نے ردا کو بہت ناز سے پالا ہے،شادی کے پندرہ سال بعد،جب وہ دنیا میں ائی تو ایسا لگا جیسے اللہ نے مجھے ہر خوشی سے نواز دیا ہو

ملک جہانزیب کی اواز میں ردا کے لیے بے پناہ محبت تھی۔موحد نے بغور ان کے وجیہہ چہرے کو دیکھا جہاں ایک بیٹی کے رخصت نا ہونے کے باوجود اس کی نئ زندگی کی شروعات کو لے کر پریشانی رقم تھی۔

اسے اتنے لاڈ سے پالا ہے میں نے کہ اس کے منہ سے نکلنے والی ہر بات ہر خواہش پوری کی ہے،مجھے میری بیٹی سے بے حد محبت ہے اور میں امید رکھتا ہوں تم بھی اسے وہی محبت دو گے

ملک جہانزیب نے لب بھینچ کر مسکراتے ہوئے اپنی درخواست کی یقین دہانی کے لیے موحد کی طرف دیکھا۔

ہاں اسی محبت نے تو نواب زادی کو اتنا بد دماغ بنا دیا ہے موحد نے دانت پیس کر سوچا اور زبردستی مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی ضدی ہے۔۔۔

ملک جہانزیب نے گہری سانس لے کر اس کی خامی ایسے بتائی جیسے یہ کوئی خامی نا ہو اور تھوڑی کا لفظ موحد کو انتہائی نا مناسب لگا۔

لیکن بہت پیار کرنے والی ہے میری بیٹی

اوہ۔۔۔پیار۔۔یہ لفظ تو محترمہ کو چھو کر نہیں گزرا موحد نے جل کر پہلو بدلہ

جی بلکل۔۔۔

بڑے مودب لہجے میں جی ایسے کہا جیسے اس کے پیار کا وہ واحد گواہ ہو اس پوری دنیا میں۔مہتاب سے گزشتہ ہفتے کی ملاقات یاد آ گئی جس میں اس نے بڑے رعب سے کہا تھا کہ ملک جہانزیب کو تمھاری ردا سے نفرت کے بارے میں کوئی علم نہیں اور ہونا بھی نہیں چاہیے۔

اور میں نے تمہیں دل سے اپنا بیٹا مانا ہے یقین جانو جب ردا نے بتایا کہ وہ تم ہو تو دل کے اندر موجود سارے خدشات ایک دم ختم ہو گئے

تم تو مجھے پہلے ہی سے بہت پسند تھے

ملک جہانزیب نے محبت سے موحد کی طرف دیکھا۔وہ کوٹ پینٹ میں ملبوس تھا بس اب ٹائی نہیں لگی ہوئی تھی۔اگرچہ فلائیٹ بمشکل ادھے گھنٹے پر مشتمل تھی پھر بھی شادی کی تھکاوٹ کے اثار موحد کے چہرے پر واضح تھے۔

اوہ سوری بیٹا تم تھک گئے ہو گے اور ردا بھی ویٹ کر رہی ہوگی جاؤ کمرے میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچانک ملک جہانزیب کو احساس ہوا کہ وہ تو اسے اتے ہی لے کر بیٹھ گئے نادم سے لہجے میں اس سے معزرت کی۔

فہیم سر کو ان کے کمرے میں لے کر جاؤ

ملک جہانزیب نے گردن کو خم دے کر اواز لگائی تو جن کی طرح فورا ایک لڑکا ہاتھ باندھے نمودار ہوا جس نے ایک نظر موحد کی طرف دیکھا اور بڑے ادب سے انے کا اشارہ کیا۔اس کا سامان تو پہلے ہی کمرے میں

شفٹ کر دیا گیا تھا۔

ملک جہانزیب بھی اپنی جگہ سے اٹھ چکے تھے، موحد نے فہیم نامی ملازم کے پیچھے قدم بڑھا دیے شیشے کی طرح چمکتا فرش اور بیش قیمت ارائیشی چیزوں سے لیس گھر ان کی دولت اور طاقت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

فہیم نے ایک کمرے کے دروازے کے سامنے جا کر مسکراتے ہوئے اشارہ کیا اور خود وہاں سے چل دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد بنا دستک دیے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔کمرہ تھا یا کوئی ھال خوبصورت کمرہ دل موہ لینے والی چیزوں سے ارائیستہ تھا۔اور وہ جان کی دشمن سنگھار میز کے سامنے لمبے سے ہلکے گلابی رنگ کے نائیٹ گاؤن میں ملبوس بالوں کی ڈھلیی سی پونی کیے اب شیشے کے عکس میں موحد کو گھور رہی تھی چہرہ ہر طرح کے میک اپ سے عاری تھا پر گال اب بھی بے تحاشہ گلابی تھے۔

موحد نے چاروں طرف نظر گھما کر دیکھا اور پھر گہری سانس خارج

کرتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو بڑے ناز سے اسے ہارا ہوا کھلاڑی تصور کیے ہوئے تھی۔

تو ردا ملک میرا وقت شروع ہوا جاتا ہے اب۔۔۔موحد نے بڑے انداز سے جیب سے سگریٹ نکال کر جلایا تو وہ جو سنگھار میز کے سامنے کھڑی اسی کو دیکھ رہی تھی جھٹکے سے مڑی اور بڑے جلال میں اس کی طرف بڑھی۔جاہل کہیں کا یہیں روم میں سگریٹ سلگا لی۔

بڑے رعب سے ہاتھ اس کے منہ سے سگریٹ کھینچنے کو بڑھایا تو موحد نے کلائی تھام لی۔

ہمممم کمرہ تو تمھارے سائیز کے حساب سے ہے ویسے

دھواں ردا کے منہ پر چھوڑ کر طنزیہ لہجے میں کہا وہ جو سگریٹ اس کے منہ سے کھینچنے کے لیے ائی تھی یوں سگریٹ کا دھواں منہ پر انے پر ناگواری سے کھانس دی غصہ مزید بڑھ گیا۔

ایکسکیوزمی۔۔۔یہ میرا کمرہ ہے اور یہاں سگریٹ پینا بلکل منع ہے یہاں

تم صرف ویسے رہو گے جیسے میں چاہتی ہوں اور وہی کرو گے جو میں کہوں گی

اپنی کلائی کو زور سے اسکے ہاتھوں میں گھمایا اور رعب سے جو سوچ رکھا تھا وہ کہا۔موحد نے مسکرا کر دیکھا بڑی گھٹیا پلیننگ کر رکھی ہے موٹی نے،ایک دم سے کلائی کو جھٹکا دے کر اسے قریب کیا تو وہ لڑ کھڑا گئی

جان۔۔۔یہ کیسی باتیں کر رہی ہو،اب سے یہ کمرہ میرا بھی تو ہے،افٹر ال تم میری اکلوتی بیوی ہو

ردا کی کمر کے گرد بازو حائل کیے وہ مصنوعی محبت سے گویا ہوا تو ردا اس کے اس انداز پر ششد رہ گئی۔

یہ کیا بدتمیزی ہے چھوڑو مجھے

ایک دم سے اپنی کلائی گھما کر وار چلانا چاہا پر وہ سگریٹ منہ میں دبا کر دونوں ہاتھوں کا استعمال کرتا ہوا اسے گھما گیا اب ردا کی دونوں بازو اپنے ہاتھوں کی مضبوط گرفت میں کیے وہ اس کا رخ مخالف سمت موڑ

چکا تھا کراٹے ماسٹر اپنے اپ کو یوں گرفت میں دیکھ کر پیچ و تاب کھا

گئی۔

بے شک تمھارا وزن مجھ سے زیادہ ہی ہوگا پر طاقت نہیں

چہرہ قریب کرتے ہوئے اس کے کان میں دانت پیستے ہوئے سرگوشی کی

اتنے دن سے بھرا غبار اور بدلے کی اگ اس کی طاقت کو دگنا کر چکی

تھی ردا اب دونوں کلائی چھڑوانے کی مسلسل کوشش میں تھی۔پھر لب

بھینچ کر ایک ہی جست میں اس کے ٹخنے پر پاؤں سے ایسے وار کیا کہ

موحد کی گرفت تکلیف سی ڈھیلی ہوئی وہ جلدی سے اس سے فائیدہ اٹھا

کر گھوم کر سیدھی ہوئی اور پھر کلائی کو سہلاتی پیچھے ہوئی۔

طاقت صرف جسمانی ہی نہیں ہوا کرتی ذہنی بھی ہوتی ہے،اس نشان کی

پک ابھی بھا کو بھیجتی ہوں

ردا نے اپنی کلائی کے سرخ نشان کو دیکھتے ہوئے اکڑ کہا اور اس کو

دھمکی دیتی اگے بڑھی۔

موحد نے تمسخرانہ قہقہ لگایا اور اس کے پیچھے چل دیا جو اب شائید موبائیل فون اٹھانے کی غرض سے بیڈ کے پاس جا رہی تھی۔

یہ کیا بات ہوئی جان۔۔۔اپنے پاس لانے کے لیے بازو پکڑا تھا تم پاس کیوں نہیں ا رہی

موحد نے مصنوعی لاڈ سے کہتے ہوئے اسے پھر سے بازو سے پکڑ کر قریب کیا تو وہ جو اس کے اسطرح کے ردعمل کے لیے بلکل تیار نہیں تھی بھک سے سارا رعب ہوا ہوا۔

کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے

بری طرح اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسے دور کرنے کی کوشش کی یہ کب سوچا تھا وہ ایسا کرنے لگے گا وہ تو یہی سوچ رہی تھی ایسے ہی کڑھتا رہے گا اور وہ ثانیہ کے نام سے بلیک میل کر کے پریشان کرے گی اسے۔

موحد تو جیسے غصے میں سارا لحاظ اور شرم بالائے طاق رکھ چکا تھا۔

غلط تو کچھ بھی نہیں کر رہا،کیا اس کا حق نہیں رکھتا میں

اپنے ساتھ لگا کر اسے کے حیران سے چہرے پر سے بالوں کی لٹ کو ہٹایا تو وہ بدک کر چہرہ پیچھے کر گئی۔اتنا قریب زندگی میں پہلی دفعہ کوئی تھا۔

نہیں۔۔۔چھوڑو اور اپنی اوقات میں رہو نہیں تو جانتے ہو میں کیا کر سکتی ہوں

اپنے دونوں ہاتھوں کے ناخن اس کے کمر کے گرد حائل بازوں پر گاڑے اور خود کسمسا کر الگ ہونے کی کوشش کی۔

بائی دے وے کیا کہو گی سب سے کہ میں کیا کر رہا تھا؟

موحد نے اس کے یوں ایک دم سے بدکنے سے محظوظ ہوتے ہوئے بڑے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

خبردار اگر ایسا کچھ کرنے کا سوچا بھی تو۔۔۔اور یہ مت سمجھو اتنا اسان ہے مجھے زیر کرنا

ردا نے ایک دم سے پوری قوت لگا کر رخ موڑا اور کہنی اس کے پیٹ میں مارنے کے لیے بازو پیچھے کیا جسے وہ ایک دم سے گرفت میں لے کر اپنا بچاؤ کر گیا۔

بڑی ائی کراٹے ماسٹر وہ ہر طرح سے چاک و چوبند تھا جانتا تھا وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہے اسی لیے اس کے ہر وار پر فورا رد عمل دے رہا تھا۔طاقت ور تو وہ تھی ہی اتنی سی لڑائی میں ہی سانس تو اس کا بھی پھول چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا تو یہ بات ہے پھر دیکھ لیتے ہیں

موحد نے کوٹ اتار کر ایک طرف پھینکا تو وہ جو یہ سب اب تک اس کا ڈرامہ تصور کر رہی تھی اچانک اس کی سنجیدگی اور کوٹ اتارنے پر ٹھٹک گئی۔

موحد کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سمجھ نہیں ایا کیا کرے جلدی سے بیڈ سائیڈ میز پر پڑے گلدان کو اٹھا کر اس کی طرف پھینکا جسے وہ اچک کر تھام گیا۔

کمینی سی ہنسی سجا کر گلدان کو ایک طرف بیڈ پر اچھال کر وہ ردا کے اگلی چیز اٹھانے سے پہلے اس کے قریب پہنچا وہ جو خود کو اس سے بچانے کے لیے پیچھے ہوئی ایک دم سے ایسے گرفت میں ائی کہ بوکھلا کر گری۔

مقابل صرف دکھنے میں ہی نہیں واقعی فربہ اندام تھا کہ اس کے ہوش اڑ گئے موحد کے حصار میں خود کا یوں بے بس ہونا ردا کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

موحد ایک سکینڈ میں یہ اچھی طرح باور کروا گیا تھا کہ وہ چاہے تو اس کے کراٹے بھی اسے نہیں بچا سکیں گے۔

ردا کی بے بسی اندر تک سکون اتار گئی،یہ۔۔۔۔یہ۔۔۔چہرہ اج سے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کا،موحد نے فتح مندی پر خفیف سا قہقہ لگایا۔

مس ردا ملک چاہوں نا تو میں بھی سب زبردستی کر سکتا ہوں پر میں تمھاری طرح گھٹیا اور طاقت کا گھمنڈ دکھانے والوں میں سے نہیں ہوں۔

زہر خندہ لہجے میں اسے کان میں کہا تو ردا کا چہرہ تزلیل کے احساس سے سرخ ہو گیا۔کان کے کے قریب اس کی زہر اگلتی گرم اواز تن بدن جلا گئی۔

ایک بات کان کھول کر سن لو،مجبور ہوں پر بے بس نہیں سمجھی

ایک جھٹکے سے اس کو چھوڑ کر اٹھا اور بڑے رعب سے واش روم کی طرف بڑھ گیا اور وہ یونہی سرخ چہرہ لیے حیرت زدہ بیڈ پر لیٹی تھی۔

موحد جب کپڑے تبدیل کر کے باہر نکلا تو وہ اس کو بیڈ کی طرف بڑھتا دیکھ کر تیکھی اواز میں چیخی۔

ادھر نہیں ادھر صوفے پر جاؤ

ردا نے غصے سے انکھوں کا اشارہ صوفے کی طرف کیا موحد نے گردن موڑ کر دیکھا تو ایک عدد کمبل اور تکیہ صوفے پر پڑا تھا۔

جان۔۔۔اب اتنی بھی موٹی نہیں ہو کہ اس جہازی سائیز بیڈ پر اکیلی لیٹو گی

موحد نے مصنوعی پچکار کر کہا تو وہ اس کے پر سکون انداز اور موٹی کہنے پر تپ گئی جبکہ وہ بڑے ارام سے مسکراتا ہوا صوفے پر سے کمبل اور تکیہ اٹھا کر بیڈ پر ایا اور بڑے عُجب میں انکھ مارتا ہوا تکیہ پھینک کر لیٹ گیا۔

کیا کر رہا ہے یہ سب ؟،دماغ نے خود ساختہ سوال کیا ردا کا دماغ گھوم گیا۔

جان۔۔۔لائیٹ اف کرو ایسے نیند نہیں اتی مجھے

موحد نے کان کے قریب ا کر کہا تو وہ جو چہرہ اب موحد کی طرف سے موڑے غصے میں انکھیں سکیڑے بیٹھی تھی بدک گئی۔

ردا کے یوں ڈر جانے پر موحد نے پھر سے قہقہ لگایا،ایسا قہقہ جس میں اب اس کی فتح جھلک رہی تھی۔وہ بڑے ارام سے اپنی طرف کا لیمپ اف کر کے لیٹ گیا،

شکل سے اتنا چیپ نہیں لگتا جتنا نکلا ہے اسطرح اس کے ساتھ ایک

کمرے میں رہنا بلکل مناسب نہیں۔

اپنی ہی گیم اپنے گلے پڑتی دکھائی دینے لگی تھی، کتنی بیوقوف تھی یہ سب تو سوچا ہی نہیں تھا شائید اس کی وجہ یہ تھی کبھی کسی لڑکے کی جرات ہی نہیں ہوئی اس کے یوں قریب انے کی یا اس طرح کی جسارت کرنے کی اب موحد کی اس جرات نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیے تھے۔

وہ تو کہیں سے بھی پچھتاوے کا شکار نہیں لگ رہا تھا بڑے مزے سے انکھوں پر بازو دھر کر سو رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گلدان اٹھا کر اس کے سر میں مارتی ہوں وہ دانت پیستے اٹھی پھر رک گئی۔ردا ملک اور اتنی بے بس ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا۔موحد ارام سے سو رہا تھا اور وہ یونہی ساری رات تلملاتی اب کیا کرنا ہے کے بارے میں سوچتی رہی، صبح کی ملگجی سی روشنی پھیلنے پر نیند ایسی حاوی ہوئی کہ پھر تو خبر نہیں ہوئی کہ تکیہ کہاں ہے اور سر کہاں۔

صبح جب موحد کی انکھ کھلی تو ردا ادھی لیٹی ادھی بیٹھی حالت میں ہی سو رہی تھی۔لاڈ میں پلی شہزادی زندگی میں شاید پہلی دفعہ یوں سوئی تھی۔

اس کی اس حالت کو دیکھ کر موحد نے سکون سے انگڑائی لی۔۔

رات تو صرف ٹریلر تھا اتنا تنگ کروں گا خود خلع لے لو گی مجھ سے تمسخرانہ مسکراہٹ سجا کر سوچتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا،ٹریک سوٹ پہن کر واک کی غرض سے باہر ایا تو ان کا تو لان ہی ان کے ٹاؤن کے پارک کے برابر تھا وہیں تھوڑی سی واک کرنے کے بعد اب اندر ارہا تھا جب عقب سے تابندہ بیگم کی تیکھی اواز سنائی دی۔

گڈ مارننگ

پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ انکھوں کو سکوڑے گھورتی ہوئیں اسی یہ بتا گئیں کہ یہاں صرف ردا ہی اسکی جان کی دشمن نہیں ہے وہ ایک عدد ساس ہیں۔

اسلام علیکم

موحد نے پرسکون لہجے میں گڈ مارننگ کا جواب سلام میں دیا اور سینے پر ہاتھ باندھے،تابندہ بیگم سے بھی یہ پہلی باقاعدہ گفتگو تھی اس کی پر ان کے لب و لہجے میں ملک جہانزیب جیسی محبت بلکل نہیں تھی۔

وعلیکم سلام،واک شاک کر کے ائے ہو؟

ابرؤ چڑھا کر سوال کیا۔

شاک نہیں جی صرف واک کی ہے

موحد نے زبردستی کی شائستگی دکھائی

اوہ وہی ائی مینز جاگنگ۔۔۔ردا کو بھی لے جاتے ساتھ

تنک کر کہا اور انکھوں کو سکوڑا۔

نہیں جی ایسے تو وہ پتلی ہو جائے گی

موحد نے بڑی محبت سے جواب دیا تو وہ پوری انکھیں کھول گئیں،تو ردا ٹھیک ہی کہتی تھی کہ اسے وہ موٹی ہی پسند ہے پر اتنا خوبرو جوان عقل سے اتنا پیدل

تو خود کیوں ہو رہے ہو پتلے پھر؟

تجسس سے سوال کیا،موحد کو ایکدم سے وہ دلچسپ کریکٹر لگیں۔

کیونکہ مجھے موٹا ہونا پسند نہیں

کندھے اچکا کر جواب دیا

پھر ردا کو کیوں موٹا رکھ رہے ہو؟

اب کی بار تابندہ بیگم کی پیشانی پر بل تھے،اسے موحد کے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیونکہ اس کو موٹا ہونا پسند ہے

موحد نے مصنوعی بتیسی دکھائی

ہن سمجھ لگی کہ وائے ردا لائیک یو

تابندہ بیگم نے ناک پھلائی،اتنا حاضر جواب تھا اور چالاک تھا وہ کچھ تو خاص تھا اس میں پر بچو میں اپنی بیٹی کو دھوکا کھانے نہیں دوں گی تابندہ بیگم نے گردن ہلا کر سوچا۔

بائی دے وے ار یو پنجابی سپیکینگ؟

تابندہ بیگم نے اسے سامنے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

نہیں جی بلکل نہیں اتی صرف سمجھ سکتا ہوں

موحد نے ہنسی دبا کر سنجیدگی سے سچ جواب دیا اور سامنے صوفے پر براجمان ہوا وہ بھی اب تفتیشی نگاہوں سے دیکھتی بیٹھ چکی تھیں۔

کراچی میں رہے ہو نا؟

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تابندہ بیگم نے ایک دم سے تیکھے سے لہجے میں سوال پوچھا

جی۔۔۔اپ کو کیسے پتا چلا؟

موحد کو واقعی حیرت ہوئی تھی۔

ہر لفظ کے نیچے زیر لگا رہے ہو پتا لگ ہی جاتا ہے بندے کو،ویسے ائی ہیٹ کراچیز

تابندہ بیگم نے نخوت سے ناک چڑھائی۔

تابندہ بیگم کی کراچی والوں کے لیے ناگواری کا یہ عالم دیکھ کر موحد نے ابرؤ چڑھائے۔ان کے انداز سے صاف موحد کے لیے نا پسندیدگی جھلک رہی تھی۔

ویسے ائی ال سو ہیٹ پنجابنیز پر زندگی اپکی برداشت ازمانے کے لیے اکثر ناپسندیدگی کا سامنا ضرور کرواتی ہے

اچانک موحد کا تلخ ہوتا لہجہ تابندہ بیگم سے چھپا نہیں رہ سکا۔وہ بھی غصے سے بھرا ہوا تھا اس لیے ہر بات کا جواب تیار تھا۔

کیوں ویسے تو تم لوگ پنجابی ہو نا؟

تابندہ بیگم نے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے پوچھا۔موحد کا لہجہ اور انداز ان کو عجیب سا لگ رہا تھا۔

جی ویسے تو امی کی طرف سے پنجابی ہی ہیں پر وہ کیا ہے نا۔۔۔پنجاب میں کم رہے ہیں تو اس لیے پنجابی نہیں اچھے لگتے

موحد نے مصنوعی مسکراتے ہوئے جواب دیا،اس کی پنجاب سے یوں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نفرت کا کھلے عام تزکرہ تابندہ بیگم کو مزید تپا گیا۔

بے سوادا جئیا۔۔۔(بد ذائقہ سا)

تابندہ بیگم کی اواز سرگوشی سے اونچی تھی جس پر موحد ان کے الفاظ پر بمشکل اپنی ہنسی دبانے میں کامیاب ہوا

ویسے مجھے سمجھ اتی ہے پنجابی بولنی ہی نہیں اتی بس

موحد نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے معنی خیز لہجے میں اپنی پنجابی سمجھنے کا بتایا یعنی وہ اب بے سوادے کا مطلب سمجھ چکا تھا، تابندہ بیگم گڑبڑا کر پہلو بد گئیں۔انہیں موحد بے حد تیز طرار لگ رہا تھا۔

واہ۔۔۔۔موحد اٹھ گئے بیٹا جی؟

ملک جہانزیب کے خوشگوار لہجے میں پکار پر موحد اور تابندہ بیگم نے ایک ساتھ دائیں طرف گردن گھمائی جہاں وہ ہاتھ میں اخبار تھامے ٹریک سوٹ میں ملبوس ہشاش بشاش کھڑے تھے،موحد کی ردا سے شادی نے ان کو پرسکون کر دیا تھا۔وہ اتنے جہاں دیدہ تھے کہ موحد کو پہچان سکتے

تھے وہ کیسا انسان ہے۔

انہیں ہمیشہ کی طرح اپنی بیٹی کے انتخاب پر فخر تھا۔موحد بھی ان کو دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھا۔ردا جیسی بھی تھی لیکن ملک جہانزیب کی شخصیت احترام کے قابل تھی۔

تابندہ بیگم بیٹا اٹھ گیا ہے ناشتہ لگوائیں اور ردا کہاں ہے بھئی؟۔۔۔اس کو بھی اٹھائیں

ملک جہانزیب نے موحد کو گلے لگانے کے بعد محبت بھرے لہجے میں تابندہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جی۔۔۔

تابندہ بیگم نے پر سوچ نگاہوں سے ملک جہانزیب کے موحد کے لیے اس جوشیلے محبت بھرے انداز کو دیکھا اور وہاں سے چل دیں۔

ردوازے پر دستک سے ردا کی انکھ کھلی کسمسا کر گردن گھمائی، سی اسے

ناشتے کے لیے بلانے ائی تھی۔اچانک اٹھنے پر احساس ہوا گردن میں شدید درد ہے وہ رات یونہی اڑے ترچھے انداز میں سو گئی تھے جس کے باعث یہ احساس تھا۔

بے ساختہ سر کو دونوں ہاتھوں میں تھاما تو سارا رات کا منظر،موحد کی بے باکی سب کچھ دماغ میں گھوم گیا۔ـسی کو ہاتھے ہلا کر انے کا اشارہ کرتی اٹھی۔

اب کیا کرنا ہے ؟؟؟ رات بھر سوچ سوچ کر دماغ شل تھا سمجھ سے باہر تھاسب اور اب بھی اسی سوچ کے زیر اثر تھکاوٹ سی محسوس ہونے لگی تھی۔پاؤں گھسیٹتی وہ باتھ روم کی طرف جا رہی تھی۔

وہ دانتوں پر برش اتنی زور سے گھسا رہی تھی جیسا سار غصہ دانتوں پر نکال رہی ہو،دماغ رات کے سارے منظر پر تپ رہا تھا،وہ بھی ردا ملک تھی اتنی جلدی ہار ماننا اس نے کب سیکھا تھا۔پانی کو منہ کے اندر ڈالا اور مضمضہ کیا جب کے خود کو بغور شیشے میں دیکھ رہی تھی جہاں پہلی دفعہ ماتھے پر اجھن کی لکیریں رقم تھیں۔

ثانیہ نے چھوٹا سا بیگ بیڈ پر رکھا اور الماری کی طرف پلٹی بیڈ پر بیٹھی مناہل اسے ہنوز سپاٹ چہرے کے ساتھ دیکھ رہی تھی۔کچھ دیر بعد ان کی لاہور کے لیے پرواز تھی رات کو رادا اور موحد کے لیے ملک جہانزیب نے ولیمے کی تقریب رکھی تھی جس میں ان کو پہنچنا تھا۔

مناہل کی پسند کے کپڑے رکھیں گے سارے ٹھیک ہے

ثانیہ نے کپڑوں کی الماری کی طرف رخ کئییے محبت سے پچکارا ا گرچہ وہ لوگ صرف ایک دن کے لیے ہی لاہور جا رہے تھے پر مناہل کے دو تین جوڑے رکھنے کا وہ سوچ چکی تھی۔

مناہل بتائے گی اس کو کون سا ڈریس پہننا ہے؟

ثانیہ نے اس کے الماری میں لٹکتے چند فراک ہاتھ میں پکڑ کر مناہل کے سامنے بیڈ پر پھیلا دیے۔

مناہل نے کچھ دیر یونہی کپڑوں کو پرشوق نگاہوں سے دیکھا اور پھر ہلکے گلابی رنگ کی فراک پر ننھا سا ہاتھ دھر دیا۔

او۔۔۔واؤ پنک کلر یہ تو میرا بھی بہت فیورٹ ہے

مناہل نے ہنستے ہوئے اس کی پسند کو سراہا تو مناہل نے دلچسپی سے ثانیہ کی طرف دیکھا۔

مجھے تو میک اپ بھی کرنا ہے،جیسے اپ نے کیا تھا رات

مناہل نے معصومیت سے اپنی خواہش ظاہر کی تو ثانیہ بے ساختہ ہنس دی۔

ارے بس اتنی سی خواہش۔۔۔کریں گے ضرور،بلکہ میں کروں گی اپنی گڑیا کے میک اپ

ثانیہ نے اگے بڑھ کر اس کے چہرے کو اپنے دونوں میں ہاتھوں میں لیا تو وہ دوستانہ انداز میں مسکرا دی۔یہ شادی کے بعد اس کی پہلی مسکراہٹ تھی۔

وہ یونہی مناہل کو محبت سے دیکھ رہی تھی جب اچانک بیڈ پر پڑے اس کے محمول پر بجتی دھن نے اس کی توجہ اپنی طرف مبزول کی۔فون پر

انجان نمبر جگمگا رہا تھا۔

ہیلو۔۔۔

حیرت کے ہلکے سے بل پیشانی پر ڈالتے ہوئے فون اٹھا کر کان سے لگاتے ہی ہیلو کہا۔

ہیلو ثانیہ؟

دوسری طرف سے ابھرتی مردانہ اواز نے اسے ایک لمحے کے لیے مجمند کیا یہ اواز وہ کیسے بھول سکتی تھی فون کی دوسری طرف رضا موجود تھا۔

دیکھو فون مت بند کرنا پلیز ثانیہ

رضا کی بے چین سی اواز ابھری،اس کا فون نمبر یقینا اس نے جویرہ کی مدد سے حاصل کیا ہوگا۔جویرہ ان دونوں کی مشترکہ کزن اور ان کی محبت کی گواہ رہی تھی شروع سے۔

ثانیہ مجھے معاف کر دو پلیز

وہ یوں ہی خاموش تھی جب رضا کی اواز پھر سے ابھری،مناہل اب اپنے

کپڑوں کو اٹھا کر دیکھ رہی تھی ثانیہ کو ایک دم سے جیسے ہوش ایا جلدی سے مناہل سے دور ہوتی وہ کمرے کی کھڑکی کے پاس گئی۔

دیکھیں رضا اب یہ معافی تلافی یہ سب کوئی حثیت نہیں رکھتی میرے لیے پلیز مجھے کال مت کریں

ثانیہ نے دانت پیستے ہوئے اہستگی سے جواب دیا۔

ثانیہ ایک منٹ۔۔۔پلیز فون مت رکھنا

رضا نے تڑپ کر اسے فون بند کرنے سے منع کیا

دیکھو میں جانتا ہوں جس طرح میں تڑپ رہا ہوں تمھارے لیے تم بھی ایسے ہی خوش نہیں ہو مجھ سے بچھڑ کر

رضا کے لہجے میں تڑپ تھی ویسی ہی تڑپ جو اس سے شادی کرنے سے پہلے ہوا کرتی تھی،سانس اٹکنے لگی تھی تو انکھوں میں جیسے مرچیں سے بھر گئی تھیں۔

ایسا کچھ نہیں ہے اپ کی غلط فہمی ہے یہ اللہ حافظ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے جلدی سے فون بند کیا۔وہ تیز تیز سانس اندر باہر انڈیلتی چور سی نظر سے مناہل کی طرف دیکھ رہی تھی جو اس وقت اس کی طرف متوجہ نہیں تھی۔

اچانک پھر سے محلول پر پیغام کی بجتی بیپ پر وہ بدک گئی گڑبڑا کر موبائیل کو انکھوں کے سامنے کیا اسی نمبر سے ایا پیغام سکرین پر جگمگا رہا تھا۔

ثانیہ۔۔۔مجھے ایک چانس اور دو پلیز۔۔۔کیا کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ ہم پھر سے ایک ہو جائیں میں نے اس دن تمھاری انکھوں کی اداسی محسوس کی اور مجھے دیکھنے کے بعد جو حال تمھارے چہرے کا تھا مجھ سے چھپا نہیں تھا

ثانیہ نے زرد پڑتے چہرے سے پیغام پڑھا ہاتھ کانپ گئے تھے تیزی سے فون پر انگلیاں چلاتے ہوئے اس کا نمبر بلاک کیا اور پیغام کو مٹا دیا۔

اگئی میری شہزادی اؤ اؤ بیٹا اپ کا ہی انتظار ہو رہا تھا ناشتہ شروع کریں سب مل کر پھر۔۔۔۔

ردا کو ناشتے کے میز کی طرف بڑھتا دیکھ کر ملک جہانزیب نے خوشگوار لہجے میں کہا تو موحد نے گردن کو ان کی نظروں کے تعاقب میں موڑا،ڈھیلے سے شارٹ کرتے کے نیچے جینز پہنے وہ تھکی سی خمار الودہ نگاہوں کو اس پر جمائے اب ناشتے کی میز کی طرف بڑھ رہی تھی۔

موحد نے اس کی حالت سے مسرور ہوتے ہوئے مسکراہٹ کو گہرا کیا اور پھر جلدی سے اٹھ کر کرسی کو اس کے بیٹھنے کے لیے پیچھے دھکیلا انداز ایسا مودبانہ تھا کہ ملک جہانزیب ستائیشی نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرا دیے۔اور ردا اس کے اس طرز عمل پر ششدر رہ گئی۔وہ یقینا بہت سوچ سمجھ کر کھیل رہا تھا۔

گڈ مارننگ۔۔۔

موحد نے مصنوعی محبت بھرے لہجے سے ردا کے قریب ہوتے ہوئے کہا ردا نے اس کے ڈرامے کو حیرت سے دیکھا اور پھر انکھوں کو غصے سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکوڑا۔ ردا کو سب سمجھ تھی وہ یہ سارا دکھاوا اسے محض تنگ کرنے کی خاطر کر رہا ہے اور وہ حقیقتا بری طرح تنگ ہو بھی رہی تھی۔موحد کا یہ پرسکون انداز برداشت سے باہر تھا۔

کیسا ہے میرا بیٹا؟

ملک جہانزیب نے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے محبت سے پوچھا،ردا نے کرسی پر بیٹھ کر ملک جہانزیب کی طرف دیکھا موحد بھی اب کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

ٹھیک بابا۔۔۔۔۔

ردا نے اہستگی سے جواب دیا۔ملک جہانزیب پر وہ موحد کے لیے اپنی نفرت کسی صورت بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ اگر ان کو اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی کہ اس نے یوں موحد کو بلیک میل کر کے شادی کی ہے تو وہ کبھی بھی اس بات کو پسند نہیں کریں گے۔

جان کیا دوں ٹوسٹ یا پراٹھا؟

موحد کے شہد میں ڈوبے لہجے اور جان کے لفظ پر ردا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو بڑی محبت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ملک جہانزیب تو موحد کی ردا کے لیے اس محبت پر سرشار ہو رہے تھے جبکہ تابندہ بیگم اب بھی شاکی نگاہوں سے موحد کی طرف دیکھ رہی تھیں۔

میں خود لے لیتی ہوں اپ کیوں تکلیف کر رہے ہیں

ردا نے زبردستی کی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا اور پھر غصے سے پلیٹ کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔

موحد بیٹا یہ سب پوچھنا تو ردا کا فرض ہے،ردا اپ سرو کرو بیٹا موحد کو ناشتہ

ملک جہانزیب نے مسکرا کر ردا کو حکم صادر کیا تو موحد بڑے ارام سے ہاتھ روک کر یوں بیٹھ گیا جیسے اب تو ردا ہی اسے کھانا پیش کرے گی۔

ردا نے خونخوار نگاہوں سے گھورا پر ملک جہانزیب کے مسلسل دیکھنے پر مجبورا گویا ہوئی

کیا چاہیے اپ کو؟

ردا نے دانت پیس کر لہجے کو قابو میں رکھتے ہوئے پوچھا۔جب کہ انکھیں اسے ہنوز گھور رہی تھیں،موحد کی کمینی سی مسکراہٹ اور چمکتی انکھیں ردا کا خون جلا رہی تھیں۔

پر اس وقت وہ ملک جہانزیب کے سامنے کچھ نہیں کر سکتی تھی پر یوں بازی پلٹ کر موحد کے ہاتھ میں اتی بھی برداشت سے باہر تھی۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

مناہل کے چہرے پر میک اپ کرنے کے بعد وہ اب عجلت میں اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں گھسی، مناہل کی خوشی دیدنی تھی وہ بار بار بیڈ پر کھڑی سامنے شیشے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔

مناہل کو تیار کرنے بعد وہ خود بھی تیار ہو کر اب سنگھار میز کے سامنے کھڑی تھی جب کمرے کا دروازہ کھول کر مہتاب اندر داخل ہوا۔مہتاب کو دیکھتے ہی مناہل چہکتے ہوئے اس کی طرف لپکی

بابی ثانیہ انٹی نے مجھے میک اپ کیا ہے کیسی لگ رہی ہوں میں

مناہل ایک جست میں ہی مہتاب کی ٹانگوں کے پاس منہ اٹھائے کھڑی تھی۔چھوٹی سی بچی کی انکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

مناہل کے چہرے کو دیکھتے ہی مہتاب کے چہرے پر سے مسکراہٹ ایکدم سے غائیب ہوئی اور پیشانی پر ناگوار سے شکن نمودار ہوئے

جلدی اس کا چہرہ صاف کریں جلدی فورا

مہتاب کا لہجہ انتہائی سخت تھا ثانیہ جو مسکراتے ہوئے مہتاب کی طرف دیکھ رہی تھی اس کے اچانک اس ردعمل پر گھبرا گئی۔

وہ تو بچی ہے اپ کو تو خیال رکھنا چاہیے نا اتنی چھوٹی سی بچی ہے جس کے چہرے پر اپ یوں۔۔۔

مہتاب نے غصے میں فقرے کو ادھورا چھوڑا پیشانی پر پڑے بل اور لہجے کی ناگواری ثانیہ کو خفت میں مبتلا کر گئی۔

وہ۔۔۔ضد کر رہی تھی تو۔۔۔

ثانیہ نے پھیکے سے لہجے میں اپنی صفائی پیش کرنا چاہی،اس نے تو مناہل

کو بہت ہلکا سا میک اپ کیا تھا پر اس کی ضد پر وہ اسے تھوڑا گہرا کر گئی تھی۔

منہ دھوئیں اس کا پلیز

مہتاب نے اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی کاٹ کر ناگواری سے کہا ثانیہ نے شرمندگی سے اگے بڑھ کر مناہل کو گود میں اٹھایا اور تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گئی مہتاب کا اچانک ایسا رویہ دل دکھا گیا۔انکھوں میں موٹے موٹے انسو تیرنے لگے۔

پورا چاند اسمان میں جگمگا رہا تھا اور ملک ہاؤس کے بسیط لان میں چمچماتی خوبصورت سجاوٹ کے ساتھ رنگینوں اور قہقوں کا سیلاب تھا۔

ملک جہانزیب نے ولیمہ کی تقریب پر شہر بھر کو مدعو کیا تھا خاص طور پرردا کے تمام اہم پوسٹ پر موجود ملازمین مدعو تھے جن کی موجودگی میں کچھ دیر پہلے ہی ملک جہانزیب نے موحد کو رداکا ایم ڈی بنانے کا فیصلہ سب کے گوش گزار کیا تھا۔

جہاں اس خبر پر لوگوں کی انکھوں میں رشک،حسد جیسے تاثرات تھے وہاں سیاہ سوٹ میں ملبوس ایم ڈی صاحب بے حد سنجیدہ چہرہ کے ساتھ سرمد کی پاس کھڑے تھے اور سرمد کی چمکتی انکھوں میں اس کے لیے بے پناہ محبت اور رشک تھا۔

ایم ڈی بنا دیا ہے رداکا اس سے بڑی بات کیا ہوگی،اب تو خوش ہو جا،کبھی خواب میں بھی سوچا تھا کہ ایسے ایک رات میں تم کہاں سے کہاں پہنچ جاؤ گے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سرمد نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہلکا سا دبایا،اس کے چہرے پر موحد کی اس کامیابی پر خوشی رقص کر رہی تھی،پر وہاں دولہے صاحب کی صورت پر ہنوز گھڑی کے بارہ ہی بجے تھے۔

گھر داماد ہونے کا کلنک تو لگ چکا، پھر اب ایم ڈی بنائیں یا چوکیدار کیا فرق پڑتا ہے

گہری سانس باہر مایوسی سے انڈیل کر اپنی صورت کے عین مطابق تلخ جملا اچھالا،سرمد نے تاسف سے اس کی طرف دیکھا۔

ٹھیک ہے ہم سب کی خوشی نہیں عزیز تو مت بن گھر داماد،دیکھا جائے گا جو بھی ہو گا،ثانیہ گھر ا جائے گی میری نوکری ختم ہو جائے گی،پر خیر ہے تو۔۔۔تو خوش ہو گا نا میرے بھائی

سرمد بھی اخر کو اس کا ہی بھائی تھا دانتوں کو اپس میں پیوست کیے دوگنی تلخی سے طنزیہ جملا ادا کیا تو وہ دل مسوس کر رہ گیا۔

بھائی۔۔۔

موحد نے اس ایمیو شنل اٹیک پر بیزاریت سے دیکھا

اپنی یہ انا اپنے پاس رکھ سمجھا خدا اگر نواز رہا ہے نا تو یہ بے قدری مت کر خدا کا واسطہ ہے،قسمت بار بار مہربان نہیں ہوا کرتی

سرمد نے ناک پھلا کر انگلی اٹھاتے ہوئے تنبیہ کیا اور وہاں سے بدمزہ سی صورت بنائے ایک طرف چل دیا۔ردا کچھ دوری پر موجود سٹیج پر بہت سی لڑکیوں اور لڑکوں میں گھری بیٹھی تھی جو بار بار موحد کی طرف دیکھ رہے تھے سب امیر ماں باپ کی اولاد تھے جدید بے ہنگم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لباسوں میں ملبوس اور ردا بھی ہلکے سے پیازی رنگ کی استینوں کے بنا میکسی نما فراک میں بڑے جدید طرز سے تیار ہوئی ان سب کے بیچ بیٹھی قہقے لگاتی اس کا خون جلا رہی تھی۔

ہنن۔۔ایم ڈی،صرف نام کا ایم ڈی،جتنی ڈومیننٹ پرسنالٹی کی وہ مہرانی ہے مجھے اگر مالک بھی بنا کر پیش کریں تو رہوں گا میں وہی ہی۔۔۔سوچیں دماغ کو اور غصہ دلا رہی تھیں۔

نہیں یہ عہدہ صرف نام کا نہیں رہنا چاہیے بلکل بھی نہیں۔کنپٹی کی رگیں نئے عزم سے ابھر گئیں تھیں۔

تھوک نگلنے کے انداز میں اپنی صورت کا تاثر تبدیل کیا اور کچھ دوری پر کھڑے افس کے لوگوں کی طرف چل دیا۔

جو بھی ہے بندہ کول ہے،کیوں ارحم؟

ردا کے ارد گرد جھمگٹا بنائے بیٹھی لڑکیوں میں سے ایک نے ستائیشی جملہ اچھالا۔سب کی نظریں سامنے کھڑے موحد کی طرف گھومیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کول بھی ہے اور اکڑو بھی دلچسپ ادمی ہے،کیوں ردا

ارحم نے لڑکی کی بات کی تائید کرتے ہوئے ردا کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا،ردا نے ایک جھٹکے سے بالوں کو پیچھے کیا،انکھوں کو سکوڑ کر نگاہیں موحد پر مرکوز کیں۔

اس کی یہی اکڑ تو برداشت نہیں مجھے،مجھے یہ سمجھ نہیں اتا اس کو اخر بھرم کس بات کا ہے اگر صرف اپنی شکل و صورت کا ہے تو اتنا بھی ہینڈسم نہیں کہ یوں مجھے۔۔۔ردا ملک کو نیچا دکھائے

ردا کے لہجے میں تکبر تھا اور انکھوں میں بدلے کی اگ چمچما رہی تھی

اففف۔۔۔باپ رے۔۔۔اچھا یہ شرط تو پوری ہوئی کہ تم اس کو گھر لاؤ گی،اب اگے کیا پلان ہے انکل نے تو اسے پکڑ کر ایم ڈی بنا دیا

ارحم نے مزے سے انکھیں نچاتے ہوئے سوال کیا تو سب اس سوال کے جواب کو جاننے کے لیے اب ردا پر نگاہیں جما کر بیٹھے تھے۔

ایم ڈی نام کا ہے صرف ڈونٹ وری،اگے کیا کرنا ہے۔۔۔وہ تو میں

نے بھی نہیں سوچا ابھی تک،بس ایک بات کی تسلی ہے کہ مجھ سے نفرت اتنی کرتا ہے جب بھی خلع لوں گی تو بھاگ کر چھوڑ دے گا۔۔۔پر اس سے پہلے اس کی یہ اکڑ ختم کرنی ہے اور اس کو بتانا ہے میں کسی احساس کمتری کا شکار ہر گز نہیں ہوں میں پر اعتماد لڑکی ہوں مجھے میرے فیگر پر کوئی شرمندگی نہیں

ردا نے دانت پیستے ہوئے کہا تو اس کے ساتھ بیٹھے لڑکے اور لڑکیاں اس سب کو ایک کھیل سمجھ کر گردنیں ہلانے لگے ان امیر زادوں کے لیے شادی،طلاق،یہ سب باتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھیں ان سب کے لیے تو یہ محض ایک کھیل تھا جس میں ان کی امیر کبیر دوست ایک غریب لڑکے کی اکڑ اور تکبر پاش پاش کرنے میں لگی تھی۔

اچھا اب کھانا لگواؤ میرے لیے

ردا نے اچانک سر جھٹک کر ساتھ بیٹھی لڑکی کو حکم صادر کیا۔

شرم کرو ابھی تو کسی نے نہیں شروع کیا دلہن ہو تم

ارحم نے قہقہ لگا کر کہا۔

ہاں تو میری شادی ہے کھانا بھی سب سے پہلے مجھے ملنا چاہیے

ردا نے قہقہ لگایا تو اس کے ارد گرد بیٹھے سب قہقے میں بھرپور طریقے سے اس کا ساتھ دے گئے۔وہ ان سب سے رات ہونے والی تذلیل اور ہار کو چھپا گئی تھی پر وہ خود جانتی تھی کہ وہ سب اسے اندر سے بری طرح پریشان کیے ہوئے تھا۔

موحد سے وہ اس طرح کا کوئی تعلق قائیم کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی پھر چاہے وہ زبردستی ہی کیوں نا ہو اسے اس سب سے ہر صورت میں بچنا تھا۔

عدنان بتا رہا تھا،پنگا ونگا لیا اس نے ردا ملک کے ساتھ اسی کی پاداش میں اج یہ سب ہے

منیر نے گلاس میں موجود کولڈ ڈرنک کا سپ لیا اور ساتھ کھڑے سیف کے ساتھ سرگوشی کی

نا کر یار؟؟ میں بھی تو یہی سوچ جا رہا ہوں تب سے کہ یہ تو ردا ملک کے سے اتنی خار کھاتا تھا اور اب بڑے ارام سے اور شان سے گھوم رہا ہے

سیف کی حیرت دیدنی تھی،حیرت زدہ سی نظروں سے کچھ دور کھڑے موحد کو دیکھا،جو ہمیشہ ناک چڑھا کر ردا ملک کی برائی کرتے ہی نظر اتا تھا۔

عدنان سہی بات تو نہیں بتاتا پر سنا یہی ہے بینڈ بجا دی ردا ملک نے اس کی اور پھر بڑی تیز لڑکی ہے بھئی گھر داماد بنا کر لے ہی ائی اس اکڑو کو

منیر نے ایک انکھ کے کونے کو معنی خیز انداز میں بند کیا اور سیف کے کندھے کے قریب سر جھکا کر سرگوشی کی۔

تو اس میں کیا ہے اتنی دولت مند بیوی کے لیے کوئی بھی بن جائے گھر داماد،ہلکی سی موٹی ہے تو کیا ہوا،خوبصورت تو ہے

سیف نے کندھے اچکائے لبوں کو باہر نکال کر اس بات میں کوئی حیرت نا ظاہر کرتے ہوئے ایسے کہا جیسے ردا ملک اگر اسے یہ پیش کش کرتی تو اج وہ بھی موحد عالمگیر کی جگہ ہوتا۔

نہیں جی کوئی بھی نہیں صرف وہ،موحد عالمگیر کو غور سے دیکھ ردا ملک کوئی پاگل نہیں ہے جو کسی عام سے لڑکے کو بھی گھر داماد بنا لیتی

منیر نے اس کی بات کی تردید کی اور کچھ دور کھڑے عدنان سے گفتگو کرتے موحد کی طرف توجہ دلائی۔سیف نے بغور اسے دیکھا جو یہاں موجود اپنی عمر کے تمام لڑکوں میں نمایاں تھا۔لمبا قد،ستواں ناک،ہلکی سی مونچھیں ،ہلکی سی بڑھی ہوئی شیو، گھنی پلکوں والی ذہین انکھیں اور ان پر ٹکا چشمہ جو اس کے چہرے کے وقار کو چار چاند لگا رہا تھا۔

منیر سو فیصد درست تھا،موحد عالمگیر کی شخصیت غیر معمولی تھی موحد کو دیکھ کر کوئی بھی یہ سمجھ سکتا تھا کہ ردا ملک جیسی سر چڑھی دولت مند لڑکی اس کے عشق میں گرفتار ہوئی ہے۔

ارے دولت اچھے اچھوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتی ہے ساری نفرت

بھلا کر قبول کر لی ہو گی غلامی اس کی

سیف نے حسد سے جلتے ہوئے پھر سے طنزیہ جملا اچھالا تو منیر بھی اثبات میں سر ہلا گیا۔اور اس تقریب میں موجود یہ ساری باتیں ہر دوسرے ذی روح کی زبان پر تھیں۔اور کئی سرگوشیاں تو چلتے پھرتے اس کے کانوں میں بھی پڑ گئیں تھیں۔

ہوتی بھی کیوں نا وہ جس معاشرے سے تعلق رکھتا تھا وہاں گھر داماد ہونا ایک گالی ہی تو سمجھا جاتا تھا۔ارے بھئی گردن اکڑا کر کسی کی بیٹی گھر لائی جائے تو سب واہ واہ کرتے ہیں پر کسی کا بیٹا کسی کے گھر میں ان کی اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے شادی کے بعد کسی بھی سوچ کے پیش نظر رہنے لگے تو لوگوں کو اس کا یہ رہنا معیوب لگنے لگتا ہے۔

لان کی سبز گھاس پر اہستہ اہستہ چلتی ثانیہ،علیزہ اور تانیہ سے علیحدہ ہو کر اب مناہل کو تلاش کر رہی تھی۔تقریب اب تقریبا اختتام پر تھی بہت سے لوگ جا چکے تھے بس کچھ قریبی رشتہ دار موجود تھے۔

نچلے لب کو دانتوں میں دبائے متلاشی نظریں پورے لان میں گھماتی وہ اپنے عقب سے اتی نسوانی بازگشت پر پلٹی۔

ائی تھنک یو ار مسز مہتاب؟

وہ سانولی سی جدید فیشن سے لیس لڑکی تھی جو انکھوں میں سوال لیے اور لبوں پر ہلکی سی معنی خیز مسکان سجا کر کھڑی تھی۔

جی

ثانیہ نے اس کے سلام کے لیے بڑھے ہاتھ کو تھام کر اہستگی سے اس کے سوال کی تصدیق میں جی کہنے پر اکتفا کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مشعل عبید۔۔۔ردا کی کزن،ہم پہلی دفعہ مل رہے ہیں

اس نے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا تو جوابا ثانیہ بھی مسکرا دی

نائیس ٹو میٹ یو

شائستگی سے مختصر جواب دیا وہ مہتاب کے تمام حلقہ احباب سے مختصر ہی بات کرتی تھی۔

لو میرج ہوئی ہے؟

مشعل نامی اس لڑکی نے بھنیوں سکیڑ کر اگلا سوال کیا تو ثانیہ اس کے اس سوال پر اور اس کے چہرے کے تاثرات پر گڑبڑا گئی۔

نہیں ارینج

مسکراہٹ کو برقرار رکھتے ہوئے مختصر جواب دیا۔

اوہ اچھا۔۔۔تو پھر تو یقینا مہتاب ملک نے اپنی بیٹی کے لیے کی ہو گی یہ شادی،میں بھی سوچ رہی تھی،اس کو کیسے دوسری محبت ہو سکتی ہے

مشعل نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجا کر کہا تو ثانیہ نے اس کی طرف نا سمجھی کا تاثر دیا۔

دنیا میں دو ہی رشتوں سے تو پیار ہے اس شخص کو،اپنی بیٹی اور اپنی مری ہوئی بیوی سے

مشعل نے اس کی نظروں میں موجود نا سمجھی کو بھانپ کر تلخی سے جواب دیا اور پھر ثانیہ کے چہرے کے ایک دم سے بدلتے رنگ کو دیکھ

کر کلام کا سلسلہ اگے بڑھایا

وہ حثیت میں تو تم جیسی ہی تھی لیکن تم سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی

مشعل کی انکھوں میں اب عجیب سا تاثر تھا جسے وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔زبان گنگ تھی وہ کون تھی اور کیوں اس سے اس طرح کی باتیں کر رہی تھی۔

پر وہ تو کھوئی کھوئی سے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی شائید۔

خوبصورتی کو پوجتا ہے دلوں کو روندتا ہے،پتھر ہے،سر پھوڑ پھوڑ کے تھک جاؤ گی پر یہ شخص کبھی تمھارا نہیں ہوگا اور نا قدر کرے گا تمھاری

سخت روکھے لہجے میں وہ اس کو ائینہ دکھا رہی تھی شائید،ثانیہ اس کی باتوں میں الجھ گئی اور وہ ثانیہ کو یونہی الجھن میں چھوڑ کر اگے بڑھ گئی۔

ثانیہ نے کچھ دور مہتاب کی طرف دیکھا وہ کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ

جمائے ساتھ بیٹھے نفوس سے محو گفتگو تھا۔

وجیہہ چہرہ، بارعب شخصیت دل عجیب طرح سے دھڑکا۔سامنے بیٹھا یہ خوبرو شخص اس کا شوہر تھا وہ اس کے نکاح میں تھی ہاں پر صرف نکاح میں تھی اس کے دل میں نہیں تھی شائید، مگر اس کا دل تو پوری ایمانداری سے اس رشتے کو اور اس کو قبول کر رہا تھا۔

پر اس لڑکی کی باتوں نے دل کو اداسی کا شکار کر دیا تھا کیا واقعی ہے یہ رشتہ بس تاحیات یونہی رہے گا مہتاب ملک کبھی اسے بیوی کی اور نائیلہ کی جگہ نہیں دے گا۔

دل عجیب سی خواہش پالنے لگا کل تک تو ایسا کچھ بھی نہیں تھا بلکہ اج شام والی ڈانٹ پر تو دل بری طرح ڈوب گیا تھا پر اب پاس کھڑی لڑکی کی باتوں نے جیسے اس کے دل کو اس خواہش سے روشناس کروا دیا تھا۔

تقریب رات گئے تک چلتی رہی تھی اور اب جب موحد کمرے میں ایا تو ثانیہ کو یوں ردا کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھا دیکھ کر حیرت سے

اگے بڑھا۔

ثانیہ کے چہرے پر پریشانی جھلک رہی تھی جبکہ ردا مسکین ڈرامائی صورت بنائے بیٹھی تھی۔موحد ابرؤ چڑھا کر اگے بڑھا اور قریب ا کر بنا سوال کۓ سینے پر ہاتھ باندھ کر یوں کھڑا ہوا جیسے کہہ رہا ہو اب کیا ڈرامہ شروع کیا ہے اس نے۔

شرم کرو تھوڑی،کس طرح کا سلوک کیا تم نے کل ردا سے یہ تربیت کی ہے تمھاری ہم نے

ثانیہ نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ سب سمجھ گیا کہ ردا نے پھر سے اس کی دُکھتی رگ پر پاؤں رکھنے کی ناکام کوشش کی ہے۔پر اب ہر کمزوری کو اپنی طاقت بنانے کا عزم وہ کر چکا تھا مسکرا کر ردا کے قریب بیٹھا

اپی۔۔۔اپنی بیوی کے پاس انے پر شرم کروں،عجیب بات کر رہی ہیں اپ؟

ردا کی طرف مصنوعی محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا وہ جو ردا کے ذریعے اسے اس سب سے باز رکھنے کی چال کھیل کر پرسکون بیٹھی تھی موحد کی ثانیہ کے سامنے ہی اس بے باکی پر ٹھٹک گئی گال ایک دم سے سرخ ہوئے۔

پھر انکھیں سکیڑ کر چہرہ اس کی طرف موڑا اور اس کی انکھوں میں انکھیں ڈالیں دونوں طرف نگاہوں میں نفرت کی اگ جل رہی تھی اور تخیل میں وہ ایک دوسرے کے بال نوچ رہے تھے۔

پاس انے اور زبردستی کرنے میں فرق ہوتا ہے،ثانیہ بھابھی اس کو بتا دیں یہ لاسٹ وارننگ ہے اگر یہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں ایا تو اگلی دفعہ یہ سب میں بھا کو بتاؤں گی

ردا ایک دم سے دونوں ہاتھ بیڈ پر مارتی ہوئی بھنا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔عجیب ڈھیٹ انسان تھا کسی بات کا اب ڈر نہیں رہا تھا اسے۔وہ جو ہر بازی کو اس کی ہار سمجھ کر کھیل کو ختم کرنے کا فیصلہ کرتی تھی اس کی اگلی اکڑ مزید تپا دیتی تھی۔

ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ

موحد نے اس کی کلائی کو پکڑ کر ایک جھٹکے سے روکا ردا کی دھمکی دماغ کو تپا گئی،پر وہ کلائی کو مڑوڑ کر ایک ہی جست میں کلائی چھوڑواتی تیزی سے باہر نکل گئی۔

یہ۔۔۔دیکھا۔۔۔دیکھا اسکو

موحد نے ناک پھلا کر ردا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پاس بیٹھی ثانیہ کو دیکھا۔پر ثانیہ نے اس بے چارگی کا مظاہرہ کیا کہ اس کے کندھے ڈھلک گئے۔

اپی بہت۔۔۔بہت۔۔۔برا پھنسا ہوں میں،مجھے یہ لڑکی ایک انکھ نہیں بھاتی

موحد نے افسردگی سے کہتے ہوئے گردن جھکا دی،ایک پل کے لیے سب اکڑ پس پشت چلی گئی

جانتی ہوں تم سچ بول رہے ہو۔۔۔مجھے ایسا لگتا ہے تمھاری اس حالت

کی زمہ دار میں ہوں نا میری مہتاب سے شادی ہوتی اور نا تم یوں مجبور ہوتے

ثانیہ کی رندھی سی اواز ابھری تو موحد نے تڑپ کر چہرہ اوپر اٹھایا وہ انکھوں میں موٹے موٹے انسو لیے بے بس بیٹھی تھی۔

اپی پلیز۔۔۔۔اپ روئیں مت

موحد اس کے یوں رندھے ہوئے لہجے اور بھری ہوئی انکھوں کو دیکھ کر پریشان ہو گیا۔وہ بھی کیا کرتی چھوٹا بھائی اس کی خاطر ان چاہے رشتے کو نبھانے پر مجبور تھا۔

میں ٹھیک ہوں اور اس کو بھی ٹھیک کر کے رہوں گا اپ فکر نا کریں بس مجھے اس سے ہر حال میں رشتہ ختم کرنا ہے،اسی لیے یہ سب کر رہا ہوں

موحد نے ثانیہ کے پژمردہ چہرے کو دیکھتے ہوئے اپنے ارادوں کے بارے میں بتایا تو وہ اس کے رشتہ ختم کر دینے کی بات پر خوف سے

نفی میں سر ہلا گئی۔

فکر نا کریں وہ خود چھوڑے گی مجھے میں نہیں چھوڑوں گا،اپ کے رشتے پر انچ نہیں انے دوں گا

موحد نے پرسوچ نگاہیں سامنے جما کر ثانیہ کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ سے تسلی بخش تھپکی دی۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

قدم تھے کہ تھمے اور پھر فرش پر جم گئے تھے،سامنے معصومیت ہی ایسی تھی ننھے ننھے ہاتھ جن سے وہ بار بار اپنے ماتھے پر سے بالوں کو ہٹا رہی تھی۔

ایسے جیسے سفید اور گلابی روئی کے گالوں کی مانند نازک سی گڑیا ہو،خوبصورت تو واقعی ماں جیسی تھی۔تابندہ بیگم دل میں مناہل کی خوبصورتی کو سراہتی اس کو یک ٹک تک رہی تھیں جو کھلی کچھری کی شیلف پر اونچے گھومتے سٹول پر بیٹھی تھی اور ــسی اسے کچھ کھلا رہی تھی۔

تقریب میں جب کھانا پیش ہوا تو اس وقت شائید وہ سو گئی تھی اسی وجہ سے اب رات کے دو بجے اسے سسی کھلا رہی تھی۔

قدم بے ساختہ اس طرف بڑھ گئے ذہن نے بارہا سرزنش کی پر دل تھا کہ اس کی معصومیت نے موہ لیا تھا۔ننھا سے مہتاب کو جیسے سینے سے لگا کر ان کی ممتا کو تسکین مل جایا کرتی تھی ان لمحوں کی یاد بھی مناہل کی ہر ادا سے جھلک رہی تھی۔

پچھے ہو ذرا بچی نو انج کھلائی دا ے (پیچھے ہو ذرا بچی کو ایسے کھلاتے ہیں کیا)

تابندہ بیگم نے سسی کے قریب جا کر مصنوعی غصہ دکھاتے ہوئے اسے پیچھے ہونے کو کہا،سسی نے حیرت سے تابندہ بیگم کو دیکھا اور پھر چمچ پلیٹ میں رکھ کر ایک طرف ہوئی۔

تابندہ بیگم نے پاس پڑے سٹول پر بیٹھ کر چمچ کو ہاتھ میں لیا اور بے پناہ محبت سے سامنے بیٹھے اس ننھی فرشتہ کو دیکھا جس پر انہیں بے پناہ پیار امڈ رہا تھا۔

محبت سے چالوں کا بھرا چمچ اس کی طرف بڑھایا تو مناہل نے پھر سے ننھا سا ہاتھ اٹھا ماتھے سے انکھوں میں ڈھلکتے بال پیچھے کیے اور حیران ہوتے ہوئے تابندہ بیگم کو دیکھا۔

میں کون ہوں اپکی پتا ہے کیا؟

محبت سے اس کی گال پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

دادو ہیں

معصوم لہجے میں فورا جواب انے پر تابندہ بیگم کی خوشی کی انتہا نا رہی۔

ہائے میں صدقے۔۔۔

برجستہ اسے خود سے بھینچ ڈالا،وہ جانتی تھی وہ اس کی دادی ہے،مناہل کے ساتھ یہ ان کی کوئی پانچویں چھٹی ملاقات تھی جس میں وہ پہلی دفعہ اپنی انا پس پشت ڈال کر اس کے قریب ائی تھیں لیکن یقینا مہتاب نے اسے تمام رشتوں کی پہچان کروا رکھی تھی۔

اہم۔۔۔اہم۔۔۔۔

عقب سے ردا کے گلا کھنکارنے کی اواز پر جزبز ہو کر فورا پیچھے ہوئیں گردن گھمائی تو ردا شریر سی محبت بھری چمک انکھوں میں سموئے کھڑی مسکرا رہی تھی۔

موحد اور ثانیہ کو کمرے میں چھوڑ کر وقت بے وقت بھوکے کے دورے کے باعث وہ کچھ کھانے کی غرض سے کچن میں ائی تھی جہاں سامنے کی منظر نے خوش کن حیرت میں مبتلا کر دیا۔

سسی لے پھڑ انج کھلائی دا جے(سسی لو پکڑو ایسے کھلاتے ہیں)، سسی سہی نہیں کھلا رہی تھی تو اسے بتا رہی تھی میں کیسے کھلاتے ہیں

تابندہ بیگم نے یک لخت چہرے پر سختی سجا کر کہا تو ردا مسکراہٹ دبا گئی۔وہ چمچ واپس رکھ کر سنجیدہ سی صورت بنا کر ردا کے پاس سے گزرنے لگیں تو ردا نے ایک دم سے روک لیا

مما

تابندہ بیگم کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف گھمایا،وہ متواتر

نظریں چرا رہی تھیں جیسے پتہ نہیں کتنی بڑی چوری پکڑی گئی ہو۔

بھا روم میں اکیلے ہیں

ان کے کان کے پاس ہو کر معنی خیز سرگوشی کی جس پر وہ پیشانی پر

بل ڈالے پیچھے ہوئیں۔

) فیر میں کی کراں(پھر میں کیا کروں

نخوت سے ناک چڑھائی،ردا مسکرا کر پیچھے ہوئی اور پھر مناہل کی طرف

بڑھ گئی۔

) او۔۔۔پھپھو کی ڈول کا کھا لی ہے؟(کیا کھا رہی ہے؟

دانتوں کو محبت سے جوڑے وہ مناہل کے اب گال کھینچ رہی تھی،تابندہ

بیگم نے سر جھٹک کر قدم اپنے کمرے کی طرف بڑھائے۔

قدم مہتاب کے کمرے کی جلتی روشنی کو دیکھ کر تھمے ہاتھ ہوا میں

معلق ہوا پر پھر دھیرے دھیرے دروازے پر دستک دینے کے انداز میں

کھلی انگلیاں ایک کے بعد دوسری نیچے کو گرتی گئیں اور پھر پورا ہاتھ

نیچے ہوا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں اگے بڑھ گئیں۔

انا اڑے ا رہی تھی،تابندہ جہانزیب جو خاندان بھر میں اپنی اکڑ اور اپنی ضد پر مشہور تھیں کیسے جھک جاتیں اس بیٹے کے اگے جسے چھ سال پہلے وہ اپنی ہر محبت سے برخاست کر چکی تھیں۔

ثانیہ کمرے میں داخل ہوئی تو مناہل مہتاب کے سینے پر سر رکھے لیٹے تھی اور وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ موحد سے باتوں میں اتنی مگن ہوئی کہ تین بجے موحد کی بند ہوتی انکھوں کی باعث اس کے کمرے سے اٹھ کر ملک ہاوئیس کے اس کمرے میں ائی جہاں اسے اور مہتاب کو ٹھہرایا گیا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی مہتاب کو مناہل کے ساتھ یوں دیکھ کر شام کا سارا منظر انکھوں کے سامنے ناچنے لگا۔

مہتاب کی خود پر جمی نگاہوں کو یکسر نظر انداز کرتی وہ واش روم کی طرف بڑھ گئی۔مشعل نامی لڑکی کی بات سچ تھی یہ شخص صرف اپنی بیٹی

سے محبت کرتا ہے۔گہری سانس خارج کرتے ہوئے پانی کے چھینٹے منہ پر مارے۔

مناہل کے بالوں میں دھیرے سے ہاتھ پھیرتے ہوئے مہتاب نے واشروم کے بند دروازے کی طرف دیکھا۔ثانیہ کے یوں بے رخی دکھا کر گزر جانا محسوس ہوا تھا۔

بابی انٹی رو رہی تھیں اس وقت جب اپ نے ان کو ڈانٹا تھا

مناہل کی اواز پر مہتاب جو واش روم کی بند دروازے کو دیکھ رہا تھا چونک کر نیچے دیکھا مناہل اس کے سینے پر سر رکھے،دونوں انکھوں کی پتلیاں اوپر اٹھائے اسے ثانیہ کے رونے کا بتا رہی تھی۔

ثانیہ جب مناہل کا منہ دھلانے کی غرض سے اسے واش روم لے کر گئی تو گالوں تک لڑھکتے انسو مناہل سے پوشیدہ نا رہ سکے۔

مناہل کی بات سن کر مہتاب کو ایک دم سے اپنے ترش رویے کا احساس ہوا۔اور ثانیہ کے رونے کا سن کر تو دل ایک دم سے ڈوب گیا۔

ثانیہ باہر نکل کر اب سنگھار میز کے سامنے کھڑی زیور اتار رہی تھی۔مہتاب نے نگاہیں جھکا کر نیچے گود میں دیکھا تو مناہل سو گئی تھی۔دھیرے سے اپنے گھٹنے پر سے اس کا سر اٹھایا اور تکیے پر رکھ دیا۔

ثانیہ نے سنگھار میز کے ائینے میں کن اکھیوں سے مہتاب کو دیکھا سفید رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس وہ اج بہت مختلف لگ رہا تھا۔ثانیہ اہستگی سے چل کر بیڈ کے پاس ائی اور تکیہ اٹھا کر بیڈ سے کچھ دور لگے صوفے کی طرف قدم بڑھائے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ اپ صوفے پر کیوں جا رہی ہیں؟

مہتاب کی حیران کن بازگشت پر اس کے بڑھتے قدم رکے

وہ میں نے سوچا اپ اور مناہل بیڈ پر سو جائیں میں صوفے پر سو جاتی ہوں

بنا پلٹے سنجیدگی سے جواب دیا،مہتاب جلدی سے بیڈ پر سے اٹھ کر اس کے قریب ایا۔

نہیں اپ مناہل کے ساتھ بیڈ پر سوئیں گی،صوفے پر میں سو جاتا ہوں

نرمی سے حکم صادر کیا اور ثانیہ کے بلکل سامنے اکر اس کے ہاتھ سے

تکیہ لے لیا

اپ بے ارام ہوں گے مجھے عادت ہے میں سو جاؤں گی صوفے پر

ثانیہ نے ہنوز سنجیدگی سے جواب دیا اور بڑی ہمت دکھاتے ہوئے تکیہ

پھر سے مہتاب کے ہاتھ سے پکڑنے کے لیے ہاتھ اگے بڑھایا۔مہتاب

نے تکیہ دینے کے بجائے ہاتھ کو تھاما تو وہ گڑبڑا سی گئی۔ساری ہمت

زمین بوس ہوگئ

ثانیہ ائی ایم رئیلی سوری میں اج مناہل کے میک اپ کی بات پر اپ

سے بہت ہارش ہو گیا تھا

ہاتھ پر نرم سی گرفت رکھتے ہوئے معزرت خواہ لہجہ اپنایا ثانیہ کی پلکیں

گالوں پر لرز گئیں۔اس کا یہ انداز مہتاب کا دل گدگدا گیا وہ اس لمحے

دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی بات نہیں مجھے بھی خیال کرنا چاہیے تھا بچے ضد کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان کی ہر ضد مان لی جائے،پر اس وقت مجھے مناہل کے قریب انا زیادہ امپورٹنٹ لگا

ثانیہ نے خفا سے لہجے میں معزرت کو قبول کیا

تھنکیو۔۔۔

ثانیہ کا ہاتھ ہنوز مہتاب کے ہاتھ میں تھا جس پر تھنکیو کہتے ہوئے گرفت ہلکی سی مضبوط ہوئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپ روئیں بھی تھیں ثانیہ؟

اہستگی سے پریشان سے لہجے میں سوال کیا،ثانیہ نے حیرت سے جھکی نگاہیں اٹھائیں،ان کو میرے رونے کا کیسے پتا چلا

مجھے بہت برا لگا میری وجہ سے اپکا دل دکھا

مہتاب کے لہجے میں ندامت عیاں تھی،ثانیہ کو اپنے سامنے کھڑا یہ بارعب سا شخص بہت اچھا لگا۔

وہ اپ اس وقت اتنا زیادہ غصے میں تھے مجھے لگا کہ میں نے کوئی بہت بڑی غلطی کر دی ہے

ثانیہ نے ایک بھرپور نظر ڈال کر نظریں چراتے ہوئے جواب دیا

دیئلی سوری،بس غصہ کبھی کبھی اتا ہے پر ایسا اتا ہے کہ پتا نہیں چلتا پھر کچھ

مہتاب نے ندامت بھرے لہجے میں پھر سے معافی مانگی،پر اس کے غصے کی بات پر ثانیہ کے ذہن میں یک لخت رضا کا غصہ گھوم گیا،چہرے پر ایکدم سے خوف کا سایہ لہرا گیا

اسی لیے غصے کو حرام کہا گیا ہے اور مجھے اس طرح کے غصے سے خوف اتا ہے

ٹرانس میں مہتاب کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی وہ اپنے دل کے بات اور خوف کو ظاہر کر گئی چہرے پر ایکدم سے سختی کا تاثر بن گیا،مہتاب سے اس کے چہرے پر اڈ اتی سختی چھپی نا رہ سکی

اپ اپ سیٹ نا ہوں میں خیال رکھوں گا پھر کبھی ایسا کچھ نا ہو،مناہل کا اپ کی طرف یہ مثبت جھکاؤ اچھا لگا مجھے

بڑے ملایئم سے لہجے میں اس کے چہرے کی سختی کے باعث بات کو بدلہ،پر ثانیہ کے چہرے کا خوف کم نا ہوا

شکریہ۔۔۔

ثانیہ نے پھیکے سے لہجے میں شکریہ ادا کیا۔مہتاب سے اس کے چہرے کا یہ بدلتا رنگ چھپا نا رہ سکا۔

تھک گئی ہوں گی بیڈ پر سو جائیں،میں سو جاؤں گا صوفے پر ڈونٹ وری صبح کی فلائیٹ ہے پیکنگ کے لیے الارم لگا لیں

نرمی سے کہتا ہوا وہ صوفے کی طرف بڑھ گیا،ثانیہ نے بھی قدم بیڈ کی طرف بڑھا دیے۔

دن بھر سونے کے بعد اب شام کے چار بجے وہ اٹھی تھی رات جان

بوجھ کر وہ پانچ بجے کے قریب کمرے میں ائی تو موحد بے خبر سو رہا تھا شکر ادا کرتی وہ بھی سو گئی اور پھر پورا دن سونے کے بعد اب سسی کے جگانے پر انکھ کھلی وہ کھانے کے لیے باہر بلا رہی تھی۔

جب تک منہ ہاتھ دھو کر باہر نکلی بھوک اپنی شدت پکڑ چکی تھی۔باہر ائی تو موحد سمیت ملک جہانزیب اور تابندہ بیگم کھانے کے میز پر براجمان تھے۔

موحد اور ملک جہانزیب خوشگوار انداز میں گفتگو میں مگن تھے۔وہ پاس ائی تو موحد نے فورا اٹھ کر کل کی طرح کرسی کو پیچھے کرتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

موحد کی اس جھوٹی عزت دینے پر دانت پیستے وہ کرسی پر بیٹھی اور عجلت میں بریانی سے بھری ڈش کو اپنی طرف کھینچا،پر موحد نے ٹرے کو دوسری طرف سے پکڑ کر کھینچا اور پھر سے دوری بنا کر دوسرے ہاتھ سے اس کے سامنے سلاد سا بھرا باؤل رکھ دیا

یہ۔۔۔۔کیا؟

ردا نے حیرت سے فورا سر کو اٹھا کر سوالیہ نظروں سے موحد کی طرف دیکھا۔جو بھرپور مسکراہٹ سجائے بیٹھا تھا

سیلڈ ہے جان کیا ہوا؟

موحد نے مصنوعی حیرت چہرے پر طاری کرتے ہوئے جواب دیا ردا نے ناک پھلا کر اسے یکسر نظر انداز کیا اور رخ تابندہ بیگم کی طرف کیا۔

مما مجھے بہت بھوک لگی ہے اپ نے پھر یہ سیلڈ بنوا لیا

خفا سے لہجے میں تابندہ بیگم سے شکوہ کیا،اس کے خیال میں یہ سیلڈ والا کام ہمیشہ کی طرح تابندہ بیگم کی طرف سے عمل میں ایا ہے

مما نے نہیں میں نے بنوایا ہے تمھارے لیے

تابندہ بیگم کے بجائے جواب موحد کی طرف سے موصول ہوا تو ردا نے انکھیں سکوڑ کر موحد کو دیکھا

جان بھول بھی گئی ابھی رات کو ہی تو پرامس کیا ہے کہ ڈائیٹ شروع کرو گی تم

موحد نے اس کے غصے سے لاپرواہی برتتے ہوئے مصنوعی لاڈ دکھایا تو ردا نے بمشکل غصے کو قابو کیا۔

نہیں میں نے ایسا کچھ بھی پرامس نہیں کیا اپ بھی نا بس مجھے بریانی ہی کھانی ہے

ردا نے بھی زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر مصنوعی محبت جتاتے ہوئے جواب دیا۔

بابا اب دیکھیں اپنی لاڈلی کو ذرا۔۔۔مجھ سے کہتی کچھ اور ہے اور کرتی کچھ ہے

موحد نے بڑے ڈرامائی انداز میں ملک جہانزیب کی طرف مدد طلب نظروں سے دیکھا،جو متواتر دونوں کی اس محبت کو دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

بابا۔۔۔کمینہ کہیں کا ردا نے موحد کے پاؤں پر زور سے پاؤں مارا جس کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بے بی میں نے بہت سپیشل سیلڈ بنوایا ہے اور سن لو کان کھول کر اب سے تمھارا ڈائیٹ چارٹ میں فولو کرواؤں گا

موحد نے پیشانی پر بل ڈال کر محبت بھرے لہجے میں اسے ڈپٹا۔اور تابندہ بیگم پہلی دفعہ موحد سے متاثر ہوئیں

ردا یہ اب تمھاری مما نہیں ہیں جو تمھارے لاڈ میں ہار جاتی تھیں،موحد بیٹا کیپ اٹ اپ،اس بات میں ہر طرح کی سختی کی میں تمھیں اجازت دیتا ہوں

ملک جہانزیب نے قہقہ لگاتے ہوئے موحد کا ساتھ دیا تو ردا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

مجھے کچھ نہیں کھانا

ایک جھٹکے سے وہ کرسی پر سے اٹھی اور کمرے کی طرف بڑھ گئ

یہ تو اور بھی اچھی بات ہے

موحد کی پیچھے سے اتی ہانک پر اس کا خون تک جل گیا،رات کا کھانا

کھایا ہوا تھا اور اب بھوک سے برا حال تھا۔

کوئی اچھی بات نئ،کمرے وچ جائے گی فون کما کے برگر پیزا ارڈر کر لے گی (کمرے میں جائے گی فون گھما کر برگر،پیزا ارڈر کر لے گی)

تابندہ بیگم نے سر کو ہوا میں مارتے ہوئے تاسف بھرے لہجے میں اس کے ردعمل سے اگاہی دی

ممی جی۔۔۔ڈونٹ وری اب سے کھائے گی تو سیلڈ ہی

موحد نے مسکراتے ہوئے تابندہ بیگم سے کہا تو وہ موحد کو بے یقینی سے دیکھ کر مسکرا دیں ایسے جیسے کہ دیکھ لو تم بھی ٹرائی کر کے۔

کمرے میں ا کر فورا پیزا کا ارڈر دیا اور ٹی وی ان کر کے بیٹھ گئ،وہ یونہی بار بار گھڑی پر دیکھ رہی تھی اج اگر بھوک لگی تھی تو وقت بھی ظلم ڈھا رہا تھا۔

موحد کمرے میں داخل ہوا تو سامنے بیڈ پر گود میں کشن دھر کر نڈھال سے انداز میں بیٹھی ردا کو دیکھ کر مسکراہٹ دبا گیا۔

ہائے تمھاری یہ پژمردہ سی صورت سکون دیتی ہے میری روح کو موحد نے دل پر بے ساختہ ہاتھ رکھ کر سوچا۔

وہ اب فون کان کو لگائے پیشانی پر بل ڈالے بیٹھی تھی۔اور فون کے دوسرے طرف موجود نفس کے کچھ کہنے پر وہ اچھل کر کھڑی ہوئی۔

کیا مطلب کس نے ریسو کیا؟اپ کم از کم مجھ سے کنفرم تو کرتے کال پر

ردا تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔اس کا پیزا پندرہ منٹ پہلے ہی رسیو ہو چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی فائیدہ نہیں واپس ا جاؤ،نیلم،سسی اور حمید تمھارے پیزا کے ساتھ پارٹی منا چکے

موحد نے انگڑائی لیتے ہوئے مزے سے جواب دیا،وہ باہر گیٹ پر ہی کھڑا تھا جب ڈیلوری بوائے ایا اس جو فون کرنے سے روکتے ہوئے پیزا اس سے لے لیا،موحد کی بات پر اس کے قدم تھمے اور پھر وہ دندناتی

ہوئی اگے بڑھی،ایک دم سے موحد کے گریبان پر جھپٹی تو دونوں کلائیاں اس کے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں ا گئیں۔

ویسے حیرت ہوتی ہے ڈارلنگ تین بندوں کا کھانا تم نے اکیلی نے کھانا تھا

مسکراہٹ دبا کر تمسخرانہ جملا اچھالا

شٹ اپ

ردا نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جھٹکے دے کر چھڑوانے کی کوشش کی

یو شٹ اپ

موحد نے ترکی با ترکی جواب دیتے ہوئے اس کی مزاحمت کو ناکام بنایا۔

تم یہ سب نہیں کر سکتے میرے ساتھ

ردا نے چیخ کر کہا اور غصے سے اسے مارنے کے لیے ٹانگ گھمائی تو موحد نے اک جھٹکے سے اس کے بازو چھوڑے،ردا نے خونخوار نگاہ اس پر ڈالی اور بیڈ کی سائیڈ میز پر رکھی کار کی چابی اٹھائی

ابھی سیدھی ہوئی تھی کہ موحد نے اس کے ہاتھ سے چابی کو کھینچ لیا۔

چابی دو کیا بدتمیزی ہے

ردا نے چیخ کر کہا وہ بہت زیادہ تنگ کر رہا تھا اور بھوک اور غصے سے ردا کا برا حال تھا۔

بے بی کار ڈرائیو کر کے جاؤ گی خود نو نو۔۔۔ابھی بابا کو بتاتا ہوں

موحد نے مصنوعی پچکارتے ہوئے کہا ردا جو غصے سے اس پر وار کرنے کو آگے بڑھی تو موحد نے ہر وار کا فوری ردعمل ظاہر کرتے ہوئے اسے گھما کر اس کے دونوں بازو پیچھے موڑ دیے جھٹکا دے کر اپنے ساتھ لگایا اور گال اس کے گال کے ساتھ جوڑ دیا جو مسلسل دانتوں کو پیستے ہوئے مزاحمت کر رہی تھی۔بازو مڑنے کی وجہ سے تکلیف کے آثار بھی چہرے پر موجود تھے۔

مائی ڈیر سویٹ ہارٹ یہ اپنی اکڑ سنبھال کر رکھو،اخر کو ہوں تو مرد ذات بہک بھی سکتا ہوں،ویسے اب تک بہت سی کلیوریز برن ہو چکی

ہوں گی تو جاؤ جو کھانا ہے کھا لو

ردا کے کان کے قریب خمار الودہ لہجے میں کہا تو وہ اس کے اس انداز پر اور اواز کے بھاری پن کے باعث بدکی موحد نے ایکدم سے چھوڑا تو وہ لڑکھڑا گئی پر پھر وہاں رکی نہیں غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتی باہر نکل گئی۔

موحد کی یہ بےباکی اس کو اندر سے ہلا دیتی تھی سرخ چہرہ لیے کچن میں ائی تو سسی برتن دھونے میں مصروف تھی۔

کھانا لگاؤ میرے لیے

غصے میں حکم صادر کیا

بی بی وہ موحد صاحب نے۔۔۔

سسی نے جھجکتے ہوئے بات شروع کی

بکواس بند کرو جو کہا وہ کرو کھانا لگاؤ میرے لیے

ردا نے چیخ کر اس کی بات کاٹی تو کانپ کر فورا اگے بڑھی۔

☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘☘

مہتاب لان میں ایا تو ثانیہ اور مناہل کو کھیلتا دیکھ کر بے ساختہ مسکراہٹ لبوں پر امڈ ائی افس سے واپس اکر وہ سو گیا تھا اور اب اٹھ کر باہر ایا تھا جہاں ثانیہ انکھوں پر پٹی باندھے مناہل کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی اور وہ بچ رہی تھی۔

مہتاب یونہی مسکراتا ہوا ثانیہ کے عقب میں ایا تو ثانیہ نے مناہل سمجھ کر فورا رخ موڑا اور بری طرح مہتاب سے ٹکرا گئی جلدی سی پٹی کو انکھوں سے اتارا تو مہتاب کی مسکراتی محبت بھری نظروں سے گڑبڑا کر نگاہیں جھکا لیں۔

سوری۔۔۔

اہستگی سے شرمندہ لہجے میں معزرت کی۔

اٹس اوکے

مہتاب نے نرمی سے کہا جبکہ نگاہیں اب بھی اس کے صبیح چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔جو اج اس کا دل پورے طریقے سے جیت چکی

تھی مناہل اس کے ساتھ خوش تھی یہ بات مہتاب کو سرشار کر گئی۔

بابی کی باری۔۔۔بابی کی باری

مناہل کے اچانک چہکنے پر جیسے وہ ہوش میں ایا۔

ارے نہیں بھئی اپ انٹی ساتھ کھیلو

مہتاب نے مناہل کی ضد پر خفیف سا قہقہ لگاتے ہوئے نفی میں گردن ہلائی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نو اپ بھی کھیلیں گے ساتھ

مناہل نے خفگی سے کہا اور پھر وہ ایسی ضد پر ائی کہ مہتاب کو ہار ماننا پڑی انکھوں پر پٹی باندھتے ہوئے ہلکی سی اڑ رکھ لی

مناہل اور ثانیہ اب بھاگ رہی تھیں جو اسے صاف نظر ا رہی تھیں۔ثانیہ کو یوں مسکراتے ہوئے بھاگتے دیکھ کر دل میں اچانک امڈ انے والی خواہش کے باعث وہ شرارت سے مناہل کی طرف بڑھا اور پھر ایک دم سے پلٹ کر پاس کھڑی ثانیہ کو باہوں میں بھر لیا۔

ثانیہ کی مسکراہٹ ایک دم سے غائیب ہوئی اور دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اس پاس کی ساری اوازیں دھڑکن کی اواز کے پیچھے معدوم ہو گئیں۔

جان بوجھ کر اسے باہوں میں بھر لینے کی خواہش ہوش روبا ثابت ہوئی تھی مہتاب کو یہ احساس بعد میں ہوا مناہل تالیاں بجا رہی تھی۔

مہتاب نے انکھوں سے پٹی ہٹا کر اپنے ساتھ لگی ثانیہ کو دیکھا جس کے گال اس قربت کے باعث گلال ہو چلے تھے

اس کی حالت پر رحم ایا تو بازوؤں کو کھول دیا جبکہ وہ یونہی ساکن کھڑی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

افس کا دروازہ دھاڑ سے کھلا تو موحد نے فائیل پر جھکا سر اٹھایا۔ردا غصے میں بھری تیز تیز قدم اٹھاتی میز کے پاس ائی

یہ سب کیا ہے پوچھ سکتی ہوں میں

سرخ رنگ کی فائیل کو زور سے میز پر پٹخ کر سوال کیا

نہیں۔۔۔

موحد نے پرسکون انداز میں جواب دیا تو وہ تپاک سے اگے بڑھی۔

یو۔۔۔کیوں کیا یہ سب چینج تم ہوتے کون ہو

ردا نے اس کے سر پر کھڑے ہو کر پوچھا موحد کی اس عمل نے اس کا دماغ گھما دیا تھا۔

ایم ڈی ہوتا ہوں سویٹ ہارٹ

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد نے کرسی پر جھولتے ہوئے جواب دیا۔

بات سنو۔۔۔اوقات میں رہو

ردا نے انگلی اس کی انکھوں کے بلکل سامنے اکڑاتے ہوئے اسے اس کی کے بہت سے اصول و Rida اوقات یاد دلائی۔موحد نے ضوابط،ترقیاں،بونسز لسٹ بدل دی تھیں۔ردا کو اس کا یوں اپنے عہدے کا استعمال کھٹک گیا۔

میری اوقات بدلنے والی تم خود ہی تو ہو

موحد نے کندھے اچکا کر بڑے پرسکون لہجے میں اسے چوٹ دی ردا ایک پل کو تو سن ہوئی،وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔پھر تھوڑا سا گڑبڑا کر گردن کو اکڑایا ایسے جیسے خود کو خود کے سامنے ذمہ دار ٹھہرانے سے بھاگ رہی ہو

تم ایسی کوئی اتھارٹی نہیں رکھتے سمجھے تم میں ابھی بابا سے بات کرتی ہوں

ردا نے ناک پھلاتے ہوئے اسے دھمکی دی اور رخ موڑا پر موحد کی عقب سے آتی بازگشت پر قدم تھم گئے۔

ہے۔۔۔۔لسن

موحد نے پیشانی پر بل ڈال کر رعب سے روکا،یقیناً اس کے ان فیصلوں پر بہت سے ملازمین نے ردا سے رحم کی درخواست کی ہو گی اسی لیے وہ یوں بپھر رہی تھی۔

پر وہ سب کے بیچ میں ایک ملازم بن کر رہ چکا تھا اور اندر کی بہت سی

باتیں ایسی جانتا تھا جو ردا اور ملک جہانزیب سے پوشیدہ تھیں۔

بابا کے سائین ہو چکے ہیں سمجھی پر پھر بھی تمہیں کوئی تسلی کرنی ہے تو جاؤ کرو،ان کو میرا ہر فیصلہ اتھنٹک لگا ہے میں نے ہواؤں میں تیر نہیں چلائے سب دلائیل اور ثبوت دیے ہیں

بڑے ٹھاٹ سے بال پوائینٹ کو انگلیوں میں گھماتے ہوئے ایسے کہا جیسے کہ جانتا ہو ملک جہانزیب کبھی اب ردا کی بات نہیں مانیں گے۔

تمہیں تو میں دیکھ لوں گی

ردا نے پھر سے پلٹ کر غصے میں کہا تو وہ ایک دم سے کرسی پر سے اٹھا چہرہ بلکل ردا کے چہرے کے سامنے تھا تو انکھیں اس کی غصے سے سکوڑی ہوئی انکھوں میں جھانک رہی تھیں۔

پھر میں بھی دیکھوں گا تمہیں

معنی خیز لہجے میں لبوں پر کمینی سی مسکراہٹ سجا کر بھاری سی اواز میں سرگوشی کی اور وہ اس کی نظروں کا تعاقب بھانپ کر جلدی سے پیچھے

ہوئی۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔۔

غصے اور خفت سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ پیچ و تاب کھا گئی جبکہ وہ تو بلند و بانگ قہقہ لگانے میں مصروف تھا۔

بے ہودہ،چیپ،گندی ذہنیت کا شخص بڑبڑاتی وہ کمرے سے باہر نکل گئی تھی جبکہ وہ پھر سے کرسی پر بیٹھ کر بازو پھیلا کر گھومنے لگا لبوں پر فاتحانہ پرسکون مسکراہٹ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ نے دھیرے سے ہاتھ میں پکڑا چمچ پلیٹ میں گھمایا،ہوٹل کے اس سحر افسوں ماحول میں مدھم سی موسیقی کے ساتھ سامنے بیٹھے مہتاب کا اس کو یوں بار بار دیکھنا کہاں کھانے دے رہا تھا۔

مہتاب کی نگاہوں کے مسلسل حصار نے دو دن سے پریشان کر رکھا تھا۔اس دن لان میں ہو جانے والے خوبصورت سانحہ کے بعد سے دل پوری طرح مہتاب کے لیے دھڑکنے لگا تھا۔اور ہر وقت اپنے تعاقب

میں مہتاب کی محبت پاش نگاہوں کی تپش دل میں انگنت جزبات کی لو جلا چکی تھی۔

اور پھر مہتاب کا یہ بدلا روپ محبت سے مسکراہٹ لبوں پر مزین کئیے دیکھنا،رات کو جلدی گھر ا جانا اور اج وہ رات کے کھانے کے لیے باہر ائے تھے۔

سیاہ رنگ کے جوڑے میں دمکتے رنگ و روپ سمیت وہ مہتاب پر بجلیاں گرا رہی تھی اور یہ بجلی کی کڑک دل پر موجود سمینٹ کی دیوار کو پاش پاش کر چکی تھی۔

ثانیہ کبھی خود کھا رہی تھی اور کبھی ساتھ بیٹھی مناہل کو کھلا رہی تھی۔

مہتاب کی نگاہوں کی تپش سے چہرے پر دلفریب سا رنگ لہرا رہا تھا جس کے باعث یہ لجایا سا چہرہ مہتاب کو سکون دے رہا تھا اب ثانیہ سے بے نام سی دوری بنائے رکھنا مشکل ہو گیا تھا۔

گھر واپس ا کر وہ مناہل کے ہاتھ تھامے اس کے کمرے کی طرف جا

رہی تھی جب عقب سے مہتاب کا معنی خیز جملہ سنایا دیا جو جان بوجھ کر اس کے گوش گزار کیا جا رہا تھا۔

ایوا چائے میرے کمرے میں لے کر انا اج میں وہیں سونے جا رہا ہوں

ایک لمحے کو قدم رکے اور دل ڈوب کر ابھرا ایک میٹھا سا ارتھ رگ و پے میں رینگ سا گیا۔دھڑکتے دل اور بار بار لبوں پر امڈ انے والی مسکان کو لیے وہ مناہل کے کمرے میں اگئ اسے کہانی سنانے کے بعد یونہی بے سبب اس کے پاس بیٹھی رہی۔

کیسے کمرے میں جاؤں ہمت ہر طرح سے جواب دے رہی تھی،عجیب کشمکش میں بیٹھی تھی جب دروازہ ہلکی سی دستک کے بعد کھلا اور مہتاب کمرے میں داخل ہوا۔مناہل سو رہی تھی اور ثانیہ قریب دربان بنی بیٹھی تھی جبکہ وہ پچھلے دو گھنٹے سے انتظار کر رہا تھا۔خجل ہوتے ہوئے سوال کیا۔

مناہل سو گئی کیا؟

مہتاب کے سوال پر ثانیہ نے گڑبڑا کر نگاہیں اٹھائیں۔وہ مناہل کے سونے کے بارے میں تو ایسے پوچھ رہا تھا جیسے اسے سامنے مناہل سوئی ہوئی نظر نہیں ا رہی تھی۔

جی ابھی کچھ دیر پہلے سوئی ہے

ثانیہ نے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستے ہوئے جواب دیا۔نگاہیں اٹھائیں اس پر ڈالیں اور گرا لیں وہ ڈھیلے سے ٹرائیوزر شرٹ میں ملبوس بے چین سا کھڑا تھا۔

تو۔۔۔۔

مہتاب کے تو کہنے پر ثانیہ نے نا سمجھی سے اوپر دیکھا۔

تو کیا۔۔۔؟

بھنویں اچکا کر سوال کیا،

کیا ہے کیوں نہیں سمجھ رہی مہتاب نے تاسف سے سوچتے ہوئے گہری سانس لی۔

میرا خیال ہے اب اپ بھی ارام کریں کمرے میں ا کر

مہتاب کے کہنے پر ثانیہ نے بلاجواز ارد گرد دیکھنا شروع کیا ایسے جیسے جواب یہیں کہیں تکیے یا چادر کے نیچے پڑا ہو۔

میں یہیں سو جاتی ہوں اج

جھجکتے ہوئے جواب دیا،مہتاب کا دل کیا اپنا سر دیوار میں مار دے،اب اتنی بھی بچی نہیں کیوں نہیں سمجھ رہی میں کیا چاہتا ہوں۔

کیوں میں وہاں سو رہا ہوں اج

معنی خیز جملے میں اپنے دل کی خواہش کو لپیٹ کر بتایا۔اور وہ اس بات پر غوطے کھاتے دل کے ساتھ اب ہونق بنی بیٹھی تھی۔

کیا ہے اب یوں کیوں دیکھ رہی ہے،مہتاب نے اس کے یوں گم صم ہو جانے پر سوچا۔

ثانیہ میں کمرے میں انتظار کر رہا ہوں اپکا

شائستگی سے حکم دیتا وہ کمرے سے نکل گیا،ثانیہ نے بےساختہ اٹکی سانس

کو بحال کیا اور دل پر ہاتھ رکھا۔

کچھ دیر دل کی حالت پر قابو پانے میں لگا پھر مناہل پر کمبل درست کیا اور بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ کمرے میں ائی تو موصوف سر کے نیچے دونوں ہاتھوں کا تکیہ بنائے بیڈ پر لیٹے تھے۔

واش روم سے کپڑے تبدیل کر کے انے کے بعد،ثانیہ نے ایک نظر صوفے کی طرف دیکھا اور پھر بیڈ کے پاس ا کر تکیہ اٹھانے کی غرض سے جھکی،جیسے ہی تکیہ اٹھایا اسی ہاتھ کی کلائی مہتاب کی گرفت میں ائی۔ثانیہ نے ٹھٹک کر نگاہ اٹھائی تو دونوں طرف نگاہوں کا تصادم محبت کا اظہار کر گیا۔

کہاں جا رہی ہو؟

سوال تھا پر لہجہ دل کا سارا حال بتا رہا تھا

صوفے پر سونے

پھیکی سی اواز میں بمشکل جواب دیا۔

نہیں،ادھر میرے پاس لیٹو مجھے کچھ باتیں کرنی ہیں

مہتاب کی یہ بے تکلفی پہلی دفعہ تھی،بنا کچھ کہے ٹرانس میں وہ سر جھکائے ساتھ بیٹھ گئی۔کچھ پل کی خاموشی رہی پھر مہتاب نے شائستگی سے کلام کا سلسلہ شروع کیا

میں نے اپ سے ردا کے بہت اسرار پر مناہل کے لیے ہی شادی کی تھی،اور شروع کا یہ ایک ماہ اپ سے دوری بنائے رکھنے کا سبب صرف یہی تھا کہ اس رشتے کے حقوق کو دل سے پورا کرنا چاہتا تھا

وہ اس وقت وہ رعب دار مہتاب نہیں لگ رہا تھا،وہ تو کوئی معصوم سا بچہ لگ رہا تھا جو اپنی بے رخی کا جواز اس کے بنا طلب کیے ہی اسے بتا رہا تھا۔

اب میں اپکو پورے دل سے اپنانا چاہتا ہوں،کیا اپ میری اس چاہت کو قبول کرتی ہیں

کتنا انوکھا احساس تھا پر اج لگا یہ وہ سوال ہے جو ہر شوہر کو حق جتانے

سے پہلے اپنی بیوی سے پوچھنا چاہیے۔نکاح میں تین دفع قبول ہے کہہ دینے سے وہ بےشک شوہر کی ملکیت بن جاتی ہے پر حقوق رکھنے کے باوجود شوہر کو بیوی سے اجازت طلب کرنا چاہیے۔

اور وہ تو بہت پہلے سے ہی دل و جان سے اس رشتے کو قبول کر چکی تھی پھر اس دل اور وجود کے مالک کے سامنے سر تسلیم خم کیوں نا کرتی۔

ﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺ

ہلکی ہلکی کھٹ پٹ کی اواز پر موحد کی انکھ کھلی تو ردا الماری سے کپڑے نکال رہی تھی اج وہ اس سے بھی پہلے اٹھ گئی تھی کل افس دیر سے جانے پر موحد بہت سے کام اپنی مرضی سے کر چکا تھا یہ بات اسے کسی صورت ہضم نہیں ہوئی تھی۔اور اج تو ایک اہم میٹنگ تھی جس کے لیے جلدی پہنچنا لازم تھا۔اور ردا اس میٹنگ میں موحد کو ہر گز اگے نہیں انے دینا چاہتی تھی۔

موحد انگڑائی لیتا اٹھ کر بیٹھا تو ردا نے اس سے یوں بے نیازی برتی

جیسے وہ یہاں موجود ہی نہ ہو،موحد نے ایک نظر کچھ دور پڑی اپنی شرٹ پر ڈالی انکھیں چمکیں اور بے ساختہ لب مسکراہٹ دبا گئے۔

جھٹکے سے کمفرٹر خود پر سے اٹھا کر ردا کی بے نیازی پر اپنی بے نیازی کی مار مارتا،سیٹی بجاتا واش روم میں گھسا کچھ دیر بعد گیلے بالوں میں تولیہ پھیرتا جب وہ واش روم سے باہر نکلا تو ردا سنگھار میز کے سامنے کھڑی تھی۔

وہ اب گالوں پر ہلکا ہلکا برش چلاتی اس کو سنگھار میز کے شیشے میں دیکھ رہی تھی۔ٹاول گاؤن میں ملبوس گیلے بال لیے وہ شیشے میں اس کے عکس کو دلچسپی سے دیکھ رہی تھی،اپنی رات کی گئی کاروائی کا ردعمل دیکھنے کو دل بے تاب تھا۔

موحد نے شرٹ کو اٹھایا اور جیسے ہی پہننے کے لیے سیدھا کیا شرٹ کی دونوں ائیستین کسی نے بے دردی سے کاٹ دی تھیں۔یہ شرٹ اس نے رات حمید کو استری کرنے کے لیے دی تھی اور استری کے بعد وہ شرٹ کمرے میں اس کے سامنے رکھ کر گیا تھا۔

ردا اب منہ پر ہاتھ رکھے ہنس رہی تھی کیونکہ موحد کی یہ پسندیدہ نیلے رنگ کی شرٹ کو رات اس نے ہی ائیستینوں سے محروم کیا تھا،موحد نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تو ردا ششد رہ گئی وہ تو بڑے مزے سے کٹی ہوئی استینوں والی ہی شرٹ پہن کر ڈریس روم کی طرف بڑھ گیا۔

ردا جو ہنس رہی تھی اور سوچ رہی تھی وہ اس پر چیخے گا،نئ شرٹ استری کے لیے دے گا یا اور کپڑے سوچے گا اس کو یوں وہی شرٹ پہنتے دیکھ کر حیران ہوئی پر پھر اس کے جلدی افس پہنچنے کے ڈر سے عجلت میں ہلکی سی لپ سٹک لگائی اور پھر روز کے معمول کے مطابق پاس پڑا ہیر ڈرائیر اٹھایا۔

جیسے ہی ہیر ڈرائیر چہرے کے سامنے رکھ کر بالوں کے رخ میں چلایا تو اس میں بھرا اٹا طوفان کی طرح باہر ایا اور اس کا سارا حلیہ تہس نہس کر گیا۔

بال ڈرائیر سے خشک کرنا اس کی تیاری کا اخری مرحلہ ہوتا تھا اور اب

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اٹے سے اٹی کھانستے ہوئے سفید بھوت بنی اپنے ساتھ ہو جانے والی اس افت ناگہانی پر حیران کھڑی تھی جبکہ کمرہ موحد کے بلند و بانگ قہقے سے گونج رہا تھا۔

موحد کٹی ہوئی استین والی شرٹ کے اوپر کوٹ پہن رہا تھا۔وہ اب مقابلے میں ردا سے ایک قدم اگے ہی رہنا چاہتا تھا اسی لیے رات وہ اس کو شرٹ کے ائیستین کاٹتے دیکھ لینے کے باوجود سوتا بنا رہا اور پھر خود اس کے سو جانے کے بعد کچن سے اٹے کا بھرا کپ لا کر ڈرائیر میں ڈال دیا،کوٹ پہننے کے بعد یونہی ہنستا ہوا قریب ایا۔بالوں میں برش کیا وہ صدمے کی حالت میں کھڑی تھی۔

مائی ڈئیر وائف جب تم میری شرٹ کے بازو کاٹ رہی تھی،مابدولت نے اپ کو دیکھ لیا تھا،اب میری جان پھر سے نہائے اور پھر ہر روز کی طرح لیٹ افس پہنچے اوکے

موحد نے ہنسی پر بمشکل قابو پاتے ہوئے کہا اور اس سے پہلے کے صدمے سے باہر نکل کر ردا اس پر جھپٹتی ہیئر برش کو میز پر رکھ کر

جلدی سے مڑا اور موبائیل اٹھا کر دروازے کے پاس پہنچا رُکا اور پھر ابرو چڑھائے بڑے گھمنڈ سے پلٹا۔

بائے جان۔۔۔

انکھ کا کونا دبائے،لبوں پر ہاتھ رکھ کر ہوائی بوسہ اچھالا اور باہر نکل گیا اور وہ غصے میں بھری کسی بدروح کی طرح تیز تیز سانس لے رہی تھی۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

وہ افس میں بیٹھا سامنے دروازے پر نظریں جمائے انتظار میں ہی تھا اور واقعی پانچ منٹ کے بعد افس کا دروازہ دھاڑ سے کھلا اور اس کی دہشت گرد بیوی تلملاتی ہوئی اس کی طرف بڑھی۔

وٹ دا ہیل از دس

سلاد سے بھرا پیکنگ ڈبہ میز پر پٹخا،موحد نے ایک نظر سلاد سے بھرے ڈبے کو دیکھا اور پھر اس کو جو لال پیلی ہو رہی تھی شائید صبح والی بات کا غصہ بھی اب نکال رہی تھی۔

ہیل نہیں کھانا ہے تمھارا

موحد نے پرسکون لہجے میں جواب دیا، تیر سیدھا نشانے پر لگا تھا صبح کی گئی میٹنگ میں موجود کلائینٹس موحد سے بہت خوش ہو کر گئے تھے اور اس بات پر ملک جہانزیب کے موحد کے لیے بولے گئے تعریفی کلمات ردا کو بری طرح ہار کا احساس دلا رہے تھے۔

تم نے میرا مینیو چینج کیوں کروایا تم ہوتے کون ہو؟یہ سب کرنے والے

دوپہر لنچ میں انے والے سیلڈ پر وہ پہلے تو حیران ہوئی پھر معلومات لینے پر پتہ چلا ایم ڈی صاحب نے ردا ملک کے لنچ کا مینیو تبدیل کر دیا ہے انہوں نے حکم دیا ہے میم کو روز لنچ میں سیلڈ دیا جایا۔

میں کون ہوتا ہوں۔۔۔ارے بھئی تمھارا شوہر ہوتا ہوں مجازی خدا ہوتا ہوں

موحد نے تمسخرانہ مسکراہٹ سجا کر مصنوعی رعب جھاڑا

شوہر مائی فٹ،نام کے شوہر ہو صرف

ردا نے جھنجلا کر اس کی بات کاٹی،جبکہ وہ بڑے مزے سے اٹھ کر اب پاس ا گیا۔

میں تو نام سے اگے بڑھنا چاہتا ہوں تم ہی نہیں مانتی

اس پر جھک کر ردا کے بالوں کی لٹ کو انگلی میں گھماتے ہوئے بڑے خمار الودہ لہجے میں کہا تو وہ تپ گئی

افس ہے یہ یو چیپ میڈل کلاس

جھٹکے سے پیچھے ہوئے وہ جو بڑے ہلکے پھلکے انداز میں اسے تپا رہا تھا میڈل کلاس اور چیپ کہنے پر خود ہی تپ گیا۔غصے سے اگے ہو کر بازؤ پکڑ کر جھنجوڑ دیا

چیپ کسے بولا ہاں۔۔۔میں کسی غیر سے یہ سب کر رہا ہوں نکاح میں ہو تم میرے سمجھی

دانت پیستے ہوئے غصے سے غرایا

نکاح میں ہوں تو کیا تم ایسی چیپ حرکتیں کرو گے،ویسے تم سے اور توقع بھی کیا کی جا سکتی ہے

ردا نے جھٹکے سے بازؤ چھڑوایا اور حقارت سے ناک چڑھائی

ارام سے۔۔۔یہ سب میں تمہیں تنگ کرنے لے لیے کرتا ہوں کہ تم خود مجبور ہو کر مجھے چھوڑنے کا فیصلہ کرو،ورنہ تم جیسے ڈھول میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں،نا تمھارے پاس انے میں اور نا۔۔۔

موحد اپے سے باہر ہو چکا تھا انگلی تان کر غصے سے بولتا ہوا ایک دم رکا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا اور وہ یونہی کھڑی تھی۔

کمرے کے مختلف کونوں سے اٹھتی بازگشت کتنے ہی گزرے تلخ لمحوں کی یادوں کو تازہ کر رہی تھی۔

تم جیسے ڈھول میں مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں۔۔۔

موحد کی اواز دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی۔

ردا پر یہ کاسٹیوم سوٹ نہیں کر رہا،موٹی ہے بہت اس کو مت لو اس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں

سکول کی استاد نے سات سالہ ردا کو سٹیج پر پرفارم کرتی بچیوں میں سے

الگ کر دیا۔

اے فٹ بال۔۔۔۔

لڑکے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنس رہے تھے۔

گول گپو ہو پوری کتنا کھاتی ہو کم کھایا کرو لڑکیاں اتنی موٹی اچھی نہیں

لگتی ہیں۔۔۔۔

پاس بیٹھی عورت نصیحت کر رہی تھی۔

ردا یار یہ کلر مت پہن نا تجھے سوٹ نہیں کرتا بہت موٹی لگتی ہے تو

ردا اپ اؤور ویٹ ہو اپ سیلکٹ نہیں ہوئی ہو

میم یہ ایکسل ہے اس سے بڑا نمبر کون سا دکھائیں

پیاری ہے پر موٹی ہے یار

بڑی لگنے لگتی ہیں موٹی لڑکیاں

نظر ا رہی ہے بھئی کڑوڑوں کی مالک ہے سائیز بتا رہا

اب احساس کمتری کا شکار ہے ایسی موٹی لڑکی کے ساتھ کوئی دل سے شادی نہیں کرتا

ردا کے گال سرخ تھے بچپن سے ضبط کرتے کرتے وہ ایسی ہو گئی تھی۔ایسی ضد میں ائی کہ اپنی جسامت کو ہی اپنی گریس بنا لیا تھا کراٹے سیکھے،باہر سے پڑھ کر ائی اور پھر خود پر سختی کا خول چڑھا لیا۔

پر اس موحد نے اتنے سالوں سے بنائی گئی اس کی اکڑ اور تکبر کو پاش پاش کر دیا تھا۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

تو اس میں کیا برائی ہے بیٹا ارام کرو گھر انجوائے کرو شاپنگ پارٹیز

ملک جہانزیب نے مسکراتے ہوئے بڑے پرسکون لہجے میں کہا تو وہ جو پہلے موحد کے اس فیصلے سے ہی بوکھلائی ہوئی تھی تنک کر گویا ہوئی

بابا مجھے ان سب کا شوق نہیں جانتے ہیں اپ

پیشانی پر سو بل ڈالے وہ غصے میں بھری کھڑی تھی،موحد نے ملک جہانزیب سے کہا تھا کہ ردا افس نا ایا کرے اب وہ سب سنبھال لے گا تو ردا کو افس میں انے کی ضرورت نہیں ہے،افسوس تو اس بات کا تھا کہ کہ ملک جہانزیب بھی موحد کے ہر فیصلے میں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

بیٹا شادی کے بعد سے شوق تبدیل کرنے ہوتے ہیں،ایسے شوق جس میں شوہر کی خوشی بھی شامل ہو وہ بہت محبت کرتا ہے تم سے

ملک جہانزیب نے شریں لہجے میں اسے قائیل کرنے کی کوشش کی تھی،پر وہ سنی ان سنی کرتی وہاں سے باہر نکلی موحد افس میں نہیں تھا۔

اسے تلاش کرتی وہ ابھی ایچ ار ڈیپارٹمنٹ کی لابی سے اگے ہی ائی تھی کہ موحد کی اواز پر قدم وہیں تھم گئے۔موحد کی اس کی طرف پشت کیئیے کھڑا تھا۔

موحد بہت غصے میں بول رہا تھا اور اس کے سامنے ملازم سر جھکائے ہونق چہروں کے ساتھ کھڑے تھے۔

ردا یونہی دیوار کے ساتھ لگی سب سن رہی تھی،موحد کی باتیں سننے کے بعد وہ جو اسے کہنے ائی تھی کہے بنا ہی واپس جا رہی تھی۔

موحد کے قدم بڑے وقار سے عدنان کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہے تھے،عدنان کو وہ کافی دیر سے کال کر رہا تھا جسے وہ اٹھا نہیں رہا تھا اسی کو تلاش کرتا ہوا وہ اس طرف کو ایا تھا پر ادھ کھلے دروازے سے اتی اواز پر قدم بے ساختہ رکنے پر مجبور ہوئے۔

ابرار بہت تلخ لہجے میں بول رہا تھا،موحد اس کی اواز کو با خوبی پہچان سکتا تھا Rida کی ملازمت کے دو ماہ وہ ان لوگوں کے گروپ میں ہی رہا تھا اور اچھی بات چیت تھی سب کے ساتھ۔

ایم ڈی بن گیا ہے تو تیور ہی بدل گئے ہیں جناب کے میری پرموشن ہی روک دی ہے

ابرار نے ناگواری سے پیشانی پر بل ڈالتے ہوئے سامنے کھڑے نفوس سے کہا

اتنا اچھل مت معلوم ہے تجھے کہ کیوں پرموشن روکی ہے تمھاری،پوار سال افس اتا ہی کتنا رہا ہے تو،پرموشن ایسے ہی اٹھا کر نہیں کر دی جاتی ہے

یہ عدنان کی اواز تھی،اچھا تو یہی وجہ تھی کہ عدنان اس کا فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

تم سے بات کر کون رہا ہے تم تو چمچے ہو اس کے،میں سہیل سے بات کر رہا ہوں

ابرار نے نفرت امیز لہجے میں کہا۔موحد خاموشی سے سن رہا تھا،ابرار ان لوگوں میں سے تھا جن کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے اس نے اس سال ان کی پرموشن روک دی تھی۔

چمچہ نہیں ہوں جو بات سچ ہے وہ سچ ہے،اس نے ہر فیصلہ بلکل ٹھیک

لیا ہے

عدنان مسلسل موحد کے حق میں بول رہا تھا۔اور باقی لوگ بس خاموش سامعین بنے کھڑے تھے۔

ارے وہ ہے کیا ہم سب میں سے اٹھ کر گیا ہے،مالک ردا ہی ہے،گھر داماد بن کر تلوے چاٹتا ہو گا اس موٹی کے اور یہاں ا کر ہم پر رعب جماتا ہے

ابرار کی بات پر موحد کی رگیں تن گئ تھیں وہ جو سب باتوں کو سن کر بھی خاموشی سے واپسی کے قدم بڑھانے لگا تھا ایک دم سے روکا ابرار کے منہ سے ردا کا نام اور اسے یوں موٹا کہنا عجیب طرح سے تپا گیا

ہیرو گیری ایسے دکھا رہا ہے جیسے بڑا اپنی محنت کے بل بوتے پر یہاں تک پہنچا ہوتا ہے،دراصل حقیقت میں ایسے مرد زیرو ہوتے ہیں

ابرار تو اب سب حدوں سے تجاوز کر رہا تھا۔

اس نے اپنی خوشی سے شادی نہیں کی ہے اور نا وہ کرنا چاہتا تھا اسے تو

اسکے گھر والوں نے فورس کیا تھا

عدنان نے غصے سے جواب دیا،موحد غصے میں اگے بڑھا

ارےبس کر یہ کیا کوئی چوزہ تھا،ہمت دکھاتا گھر والوں کے سامنے ڈٹ جاتا سب ڈھونگ ہے سب ڈرامہ ہے

ابرار بڑے زعم میں بول رہا تھا افس کے بہت سے ملازم جھمگٹا بنائے ہوئے تھے۔موحد بلکل اس کی پشت کے پاس پہنچا

ہمم بلکل درست فرمایا اپ نے مجھے ہمت دکھانی چاہیے تھی

موحد کے سنجیدہ لب و لہجے میں کہے گئے جملے پر سب کے چہرے زرد پڑ گئے تھے۔موحد اب گھوم کر ابرار کے بلکل سامنے ا گیا تھا

مجھے نہیں دیکھنا چاہیے تھا اس بوڑھی ماں کے جڑے ہوئے ہاتھوں کو جسے باپ کے مرنے کے بعد سسرال والوں نے گھر سے باہر نکال دیا تھا اور اس اکیلی نے زمانے کی سردی گرمی سہتے ہوئے ہم سب بہن بھائیوں کو پالا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد کا لہجہ تلخ تھا تو کنپٹی کی رگیں تنی ہوئیں تھیں

طلاق یافتہ بہن جسکا دوسری دفعہ گھر بسا تھا اس کا گھر اجڑنے دیتا

سب کے سر جھک گئے تھے۔

بڑا بھائی جس نے مجھے پڑھانے کی خاطر اپنے خواب پس پشت ڈال دیے

چھوٹی سی عمر سے ہی ملازمت شروع کر دی اس کا گریبان پکڑ لیتا تو پھر

میں ہیرو تھا

موحد کے چہرے کے پٹھے تک کھنچ گئے تھے

مجھے ایسا ہیرو بننے سے زیادہ بہتر زیرو بننا لگا

موحدکے الفاظ تھے کے سب کے اعصاب پر ہتھوڑے تھے۔

کسی ہیرو کی طرح گھر سے بھاگا نہیں رعب سے الگ نہیں ہوا سب

سے اور اب میں گھر داماد بن کر چاہے ساری دنیا کی نظر میں زیرو ہوں

پر میرے گھر والوں،میری ماں میرے بہن بھائیی کی نظر میں،میں ہیرو

ہی ہوں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ ابرار کے بلکل سامنے کھڑا تھا جس کی نظریں اب اٹھ نہیں رہی تھیں۔

اور ہاں پہلے کی بات اور تھی پر اب ردا ملک میری بیوی ہے،میری بیوی کے خلاف میں نے کسی کے منہ سے ایک لفظ بھی سنا تو اس کی زبان گدی سے پکڑ کر کھینچ لوں گا

وہ ابرار پر جھکا چیخ رہا تھا۔ردا کے قدم واپسی کے لیے پلٹ رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی پوری رفتار سے سڑک پر چل رہی تھی اور ردا سٹیر نگ پر مضبوطی سے ہاتھ جمائے کار ڈرائیو کر رہی تھی۔موحد کے الفاظ کانوں میں گونج رہے تھے۔

میری بیوی کے خلاف کسی کے منہ سے میں نے ایک لفظ بھی سنا اس کی زبان گدی سے پکڑ کھینچ لوں گا

عجیب سے احساس نے گھیراؤ کیا تھا۔پتا نہیں کیوں بابا اور بھا کے بعد یہ وہ پہلا شخص تھا جو یوں اس کے لیے بولا تھا۔

پر یہ کیا یہ تو وہ شخص تھا جس سے ردا ملک بے انہتا نفرت کرتی تھی۔اور وہ بھی تو اس سے بہت نفرت کرتا تھا۔پھر یہ کیسی کایا پلٹ تھی وہ کسی اور کہ منہ سے ردا کے لیے ایسے الفاظ سن کر خوش کیوں نہیں ہوا تھا بھڑکا کیوں تھا۔

اور وہ جو جھگڑنے گئی تھی اس سے یہ کہنے گئی تھی کہ وہ ہوتا کون ہے اسے افس انے سے منع کرنے والا اس کی باتوں سے متاثر ہوئے بنا نا رہ سکی۔

وہ اپنے ہر رشتے کے ساتھ اتنا مخلص تھا اور اتنی محبت کرنے والے تھا حتی کہ اس زبردستی کے بنائے گئے رشتے کے لیے بھی کسی کے نازیبہ الفاظ برداشت نہیں کر رہا تھا۔

ردا اس شخصیت میں الجھ کر رہ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثانیہ کی بند انکھوں کے ساتھ ہی لب مسکرا اٹھا تھے،نرم سا احساس تھا کوئی اس کے چہرے پر سے لٹیں ہٹا رہا تھا۔کسلمندی سے انکھیں کھولیں تو مہتاب بیڈ پر ہی اس کے بلکل پاس بیٹھا تھا۔اور نرمی سے اس کے چہرے پر بکھرے بالوں کو ہٹا رہا تھا۔کوٹ پینٹ میں ملبوس اس کی تیار ی بتا رہی تھی وہ افس جانے کے لیے تیار ہے۔

اپ نے اٹھایا کیوں نہیں مجھے؟

ثانیہ ایک دم خفت سے گویا ہوئی،مہتاب کی مسکراہٹ اور گہری ہوئی۔

اتنی پرسکون نیند سوئی ہوئی تھی،ترس ا گیا مجھے

مہتاب نے اس کے ناک کو دھیرے سے چھیڑا،انکھیں چمک رہی تھیں جس میں ثانیہ کے لیے بے انتہا محبت جھلک رہی تھی۔

اچھا ترس بھی اتا ہے جناب کو

ثانیہ نے مسکراہٹ دبائی اور شریر سے لہجے میں معنی خیز سوال کیا جس پر مہتاب قہقہ لگا گیا۔

ہمم بلکل اتا ہے،تم بھی ترس کھاؤ مجھے افس کیوں بھیج رہی ہو زبردستی،میرا اج بھی دل نہیں ہے

مہتاب نے مصنوعی خفگی دکھائی،وہ پچھلے تین دن سے افس نہیں جا رہا تھا،ان تین دنوں میں ایک دوسرے کے ساتھ بھرپور وقت گزار رہے تھے۔

مہتاب تین دن ہو گئے ہیں، اج جائیں گے اپ کوئی بہانہ نہیں افس والے کیا سوچیں گے

ثانیہ نے غصے سے تیورِی چڑھاتے ہوئے جواب دیا،جس میں بہت محبت پنہاں تھی۔

بہت ظالم بیوی ہو تم قسم سے

مہتاب نے شوخ سے لہجے میں کہتے ہوئے مصنوعی خفگی دکھائی۔

اپ سے کم ہی ہوں

ثانیہ نے بھی شوخ ہوتے ہوئے جواب دیا اور تکیہ سے سر اوپر اٹھایا۔

اں ہاں اٹھ کیوں رہی ہو،میں جا رہا ہوں بس لیٹی رہو

مہتاب نے اسے اٹھتا دیکھ کر کندھے سے پکڑ کر پھر سے لیٹنے کے لیے کہا۔

کیوں بھئی ناشتہ دوں اپ کو

ثانیہ نے حیرت سے جواب دیا،وہ مناہل کے سکول جانے کے بعد اکر پھر سے سو گئی تھی اور اب دس بجے کے قریب مہتاب کی وجہ سے انکھ کھلی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہیں کوئی ضرورت نہیں ہے لیٹی رہو بس،ابھی کچھ دیر پہلے تو سوئی ہو

مہتاب نے مصنوعی رعب چلایا۔

عادتیں مت بگاڑیں،مجھے اچھا لگتا ہے اپ کے لیے یہ سب کرنا

ثانیہ نے محبت سے کہا اور اٹھ کر بالوں کو جوڑا بنانا شروع کیا۔جبکہ وہ اب محبت سے اسے دیکھ رہا تھا جو ان تین دنوں میں ہی اس کے حواسوں پر چھا گئی تھی۔

ردا منہ بسورے ملک جہانزیب کے سامنے کھڑی تھی،جو اسے کسی میٹنگ کے سلسلے میں موحد کے ساتھ جرمنی بھیج رہے تھے اور وہ تھی کہ وہاں جانے سے انکاری تھی۔

ملک جہانزیب شام کے وقت لان میں کسی کتاب کے مطالعے میں محو تھے جب ردا تھکی تھکی سے وہاں ائی اور جرمنی جانے سے انکار کیا۔

وہ اپنی طبیعت کی ناسازی کی بناپر اپنی جگہ ردا کو بھیج رہے تھے۔انہیں ردا سے زیادہ اب موحد پر بھروسہ تھا اس لیے موحد کو بھی ساتھ بھیج رہے تھے۔

نہیں کوئی بہانہ نہیں چلے گا،تمھارا جانا بھی ضروری ہے،وہاں تمھارے سگنیچر کے بنا کوئی کام نہیں اگے بڑھے گا

ملک جہانزیب نے کتاب کو سامنے میز ہر رکھتے ہوئے پرسکون لہجے میں اس کے انکار کا جواب دیا۔

بابا موحد کو کیوں بھیج رہے ہیں ساتھ اس کو مت بھیجیں ساتھ پھر

ردا نے بے زار سے لہجے میں اچانک موحد کے جانے پر اعتراض ظاہر کیا تو ملک جہانزیب نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

ردا کیا ہوا موحد سے کوئی لڑائی ہو گئی ہے بیٹا اس کا جانا بھی بہت ضروری ہے اور ویسے بھی تم دونوں گھوم پھر بھی لینا شادی کے بعد کہیں گئے بھی تو نہیں

ملک جہانزیب نے فکر مندی سے کہا،ردا کو ایکدم سے احساس ہوا وہ ملک جہانزیب کے سامنے موحد کے لیے اپنی بزاریت ظاہر کر گئی ہے۔

وہ بھی کیا کرتی دو دن سے ویسے بھی خود ہی دل اور دماغ کی سرد جنگ میں الجھی ہوئی تھی۔دل موحد کی اس دن والی طرفداری اور باتوں کی طرف جھکاؤ ظاہر کر رہا تھا جبکہ دماغ تھا کہ انا کے جھنڈے کو تھامے مسلسل سفر کر رہا تھا۔

زبردستی لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اٹھی اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔چارو نا چار اب جانا پڑنا تھا۔

موحد کی ٹائی کو درست کرتے ہاتھ سامنے کے منظر کو دیکھ کر ساکن ہوئے،وہ بڑے ناز سے سنگھار میز کے اگے کھڑی تھی۔بنا استین کے ٹی شرٹ اور نیچے جینز زیب تن کیے۔

وہ کل رات جرمنی پہنچے تھے اور اب میٹنگ کے لیے تیار ہو رہے تھے۔پر ردا کا یہ عجیب سا لباس دیکھ کر موحد خود کو نا روک سکا۔

یہ کیسا ڈریس پہن کر جا رہی ہو،چینج کرو اسے

ابرؤ چڑھائے سنجیدہ سے لہجے میں حکم دیا تو ردا حیرت سے چونک کر پلٹی۔

ایکسکیوزمی۔۔۔اب تم میری ڈریسنگ پر بھی اعتراض کرو گے،بس یہ رہ گیا تھا ہاں

ردا نے انکھیں نچا کر تاسف سے کہا

rida دیکھو مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں تمھاری ڈریسنگ میں پر یہاں ہم اور پاکستان کو ریپریزنٹ کر رہے ہیں پلیز کپڑے چینج کرو

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موحد کا لہجہ اب کی بار تلخ تھا۔

نہیں کروں گی

ردا نے گردن اکڑائی۔

جرمنی میں ہوٹل کا یہ ایک کمرہ بانٹنا دونوں کی مجبوری بن گیا تھا کیونکہ Rida کے کچھ اور ملازم بھی موجود تھے جن کی رہائیش ان کے ساتھ بھی اسی ہوٹل میں تھی،موحد نے ردا کی تنی ہوئی گردن کو دیکھا ،وہ کپڑے تبدیل کرنے سے انکار کر چکی تھی اور اب اسے گھمنڈ سے دیکھ رہی تھی،موحد نے گہری سانس لے کر پرسکون انداز میں تھوڑا سا رخ موڑا پاس پڑے ناشتے سے سجے میز پر سے جوس کا گلاس اٹھایا جو اس نے ابھی تک نہیں پیا تھا۔

وہ تو کرنا پڑیں گے

ہاتھ کو ایک جست میں ایسا جھٹکا دیا کہ گلاس سے اچھلتے جوس نے سامنے کھڑی ردا کے کپڑے جوس سے رنگ دیے،اس افتاد پر ردا کا منہ

بے ساختہ پورا کھل گیا۔

تم۔۔پاگل ہو گیا۔ا۔ا۔۔ا۔ا۔اا۔۔ا۔ا۔!!!!؟

وہ باقاعدہ چیخ پڑی تھی،ہکا بکا کبھی اس کی اس جرات اور حرکت کو دیکھ رہی تھی اور کبھی اس کی کمینی مسکراہٹ سجائے چہرے کو۔

پہلے نہیں تھا اب کسی کے ساتھ رہنے کا اثر ہے

کندھے اچکا کر بڑے ہٹ سے جواب دیا جس پر وہ جنگلی بلی کی طرح اس کی طرف لپکی۔موحد نے بازو پکڑ کر بے بس کیا تو جھنجلا کر پیر پٹختے ہوئے پیچھے ہوئی۔

یہ کراٹے کراٹے بعد میں کھیلنا ابھی دیر ہو رہی ہے،چینج کرو اور اب کی بار شرٹ پوری استین والی ہو، بلکہ رکو ایک منٹ میں سیلکٹ کرتا ہوں

بڑے وثوق سے اگے بڑھا جبکہ وہ لب بھینچے سرخ چہرہ لیے پیچھے لپکی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اب الماری کھول کر کھڑا تھا۔

ہٹو پیچھے،خود کو سمجھتے کیا ہو؟

ردا نے غصے سے اسے کندھے سے پکڑ کر پیچھے کرنے کی ناکام کوشش کی وہ تو ٹس سے مس نا ہوا بس کندھے سے کوٹ تھوڑا ایک طرف ہوا۔

ارے کوئی ڈھنگ کا کپڑا تک نہیں ہے تمھارے پاس تو، عجیب اپنے جیسے بے ڈھنگے کپڑے لے کر ائی ہو ساتھ

موحد اب الماری میں لگے کپڑوں میں تیزی سے ہاتھ چلاتے ہوئے بول رہا تھا،اس کی اس بات پر ردا کا چہرہ اور لال بھبوکا ہوا۔

تمہیں معلوم بھی ہے ڈھنگ کے کپڑے کیسے ہوتے ہیں، کبھی دیکھیں بھی ہیں ایسے کپڑے اور تمہیں تو میں بتاتی ہوں ایک منٹ

ردا نے غصے سے کہا اور پھر غصہ مزید بڑھنے پر تیزی سے میز کی طرف بڑھی موحد اس کے خطرناک ارادے بھانپتا ہوا فورا کمرے کے دروازے کی طرف لپکا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ردا نے تیزی سے میز پر سے پانی سے بھرا جگ اٹھایا اور پھر طیش میں اس کی طرف اچھالا

او۔۔۔ بھئی۔ی۔ی۔ی۔ی۔کیا کر رہی ہو؟

موحد چھلانگ لگا کر ایک طرف ہوا پانی چھپاک کی اواز کے ساتھ کمرے کی ٹائیلز پر گرا۔جبکہ موحد کا خود کو بچا لینے پر فلک شگاف قہقہ گونج رہا تھا۔

سویٹ ہارٹ نشانہ اتنا اچھا نہیں ہے،نیچے ویٹ کر رہا ہوں جلدی اؤ چینج کر کے

ایک انکھ کا کونا دباتا بڑے ارام سا دروازہ بند کرتے ہوئے باہر نکل گیا جبکہ وہ یونہی برہم کھڑی تیز تیز سانس لے رہی تھی۔

برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا سب بس اب اور نہیں میں اس سے طلاق لوں گی اب۔تھوک نگلتے ہوئے سوچا

اسکو ہر طرح سے نیچا دکھا دیا اب اس کی اوقات دکھا دوں گی طلاق

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لیتے ہوئے بھی عدالت میں ایسا ذلیل کروں گی۔مٹھیاں بھینچ کر سوچا اور پھر پیر پٹخ کر الماری کی طرف بڑھ گئی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

صحن میں لگے درخت کے نیچے کرسیوں پر بیٹھیں ثانیہ اور صالحہ بیگم مسکراتے ہوئے سامنے کے منظر کو دیکھ رہی تھیں جہاں تانیہ،مناہل کے پیچھے بھاگ رہی تھی اور وہ کھلکھلاتی ہوئی اگے بھاگ رہی تھی۔

شکر ہے یہ تمھارے ساتھ ٹھیک ہوگئی میں تو بہت دعا کرتی تھی

صالحہ بیگم نے صحن میں کھیلتی مناہل پر نظریں جمائے کھوئے سے لہجے میں کہا۔

جی امی بچے بس پیار کے بھوکے ہوتے ہیں، سچے پیار اور جھوٹے پیار کی بہت پرکھ رکھتے ہیں

ثانیہ نے بھی مسکراتے ہوئے صالحہ بیگم کی نگاہوں کے تعاقب میں سامنے مناہل پر نظریں جمائیں۔

میں تو اب تمھاری طرف سے بہت پر سکون ہوں،مہتاب کی توجہ تم پر دیکھ کر دلی سکون ملتا ہے

صالحہ نے محبت سے اس کے کرسی کے بازو پر دھرے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ثانیہ نے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائی،اسی وقت گود میں پڑے فون پر بجتی رنگ ٹون پر نگاہیں نیچے گود میں گئیں اور لب دلکش انداز میں مسکرا دیے۔فون کی سکرین پر مہتاب کا نام جگمگا رہا تھا۔

لیں اپ نے یاد کیا جناب کی کال اگئی

ثانیہ نے گلال ہوتے چہرے سے کہا اور خوشی سے فون کان کو لگاتے ہوئے کرسی سے اٹھی جبکہ صالحہ مسرور سی اس کو دیکھ رہی تھیں ثانیہ کے انگ انگ سے پھوٹتی مہتاب کی چاہت ان کے سکون کا موجب تھی۔

اسلام علیکم

ثانیہ نے مسکراتے ہوئے فون کان سے لگایا تو دوسری طرف سے

مہتاب کا محبت بھرے لہجے میں سلام ایا۔

وعلیکم سلام

کھلتے سے چہرے پر مسکراہٹ اور گہری ہوئی،چند دنوں میں ہی مہتاب اس کے دل و روح کو اسیر کر چکا تھا۔

کیا کر رہی ہو؟

ہر گھنٹے بعد کال کرنے پر پوچھا ہوا سوال پوچھنے پر ثانیہ کی انکھیں کچھ سوچ کر چمک اٹھیں۔

امی کے ساتھ باتیں کر رہی تھی،امی کہہ رہی ہیں رات رک جاؤ ہمارے پاس

ثانیہ نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں جھوٹ بولا۔

اچھا۔۔۔۔تو تم نے کیا کہا؟

دوسری طرف فورا سے لہجے سے شوخی غائیب ہوئی ثانیہ کی انکھوں میں

چمک اور بڑھی

میں نے کہا میں مہتاب سے اجازت لے کر بتاتی ہوں

شرارت سے اگے اتے ہوئے بالوں کو کانوں کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

وہ مہتاب کی بے چینی سے محظوظ ہو رہی تھی۔خود کے لیے مہتاب کی

یہ بے تابی اسے سرشار کر دیتی تھی اس کی یہ چند دن کی محبت رضا

سے بچپن کی محبت پر بھاری پڑ گئی تھی۔

وہ۔۔۔اچھا چلو رُک جاؤ

مہتاب نے پرسوچ مگر مجبور لہجے میں اجازت دی تو ثانیہ کھلکھلا کر ہنس

دی۔

پکا۔۔۔؟

چہکتے ہوئے شریر سے لہجے میں پوچھا

دل سے نہیں دے رہا اجازت پر روک بھی نہیں سکتا

مہتاب نے پیار سے سچ بولا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپکا اجازت دے دینا ہی کافی ہے میں نہیں رُک رہی شام کو لیتے جائے گا

ثانیہ نے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا تو دوسری طرف غائیب ہوئی شوخی فورا لوٹ ائی

جو حکم سرکار کا ہمارا کام تو حکم کی تعمیل کرنا ہے

مہتاب نے چہکتے ہوئے کہا اور وہ اس محبت پر سرشار جھینپ گئی

ٹھیک ہے تو سرکار کا فیصلہ ہے اج میں مناہل کے کمرے میں سوؤں گی

خفت پر قابو پا کر شریر سے لہجے میں مہتاب کو چھیڑتے ہوئے کہا

سرکار کی ایسی کی تیسی تخت الٹ دوں گا

مہاتب کے ترکی با ترکی جواب پر وہ کھلکھلا کر ہنس دی تھی جسکا اس نے بھی بھرپور ساتھ دیا۔

چلو پھر میں کام ختم کر لوں نکلنے سے پہلے کال کروں گا،ائی لو یو

عجلت میں کہا۔

جی۔۔۔

ثانیہ نے سر ایسے ہلایا جیسے وہ اس کے سامنے موجود ہو۔

جی کیا ائی لو یو ٹو بولو

دوسری طرف سے خفگی کا اظہار ہوا

نہیں بولنے سے کیا ہوتا بس ہے نا تو ہے

ثانیہ نے شرماتے ہوئے بے ڈھنگا سا جواز گھڑا

نہیں بولو بھئی پھر بند کروں فون

دوسری طرف سے اب ضد تھی

نہیں نا۔۔۔اللہ حافظ کام کریں اپنا

ثانیہ نے شرماتے ہوئے فون بند کیا،اسی وقت پھر سے فون بج اٹھا،جسے

بے ساختہ اٹھا کر وہ فورا گویا ہوئی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب کیا ہے؟

کھنکتی ہنسی سمیت چہکتے ہوئے سوال کیا

تم سے پیار۔۔۔

دوسری طرف گھمبیر سی اواز ابھری جس سے ثانیہ ایک دم سے ساکن ہوئی چہرے پر موجود گلابی رنگ ایک سکینڈ میں زردی میں تبدیل ہوا یہ رضا کی اواز تھی،مہتاب کا فون اکثر افس کے نمبر سے اتا تھا اسی لیے اس نے نمبر پر خاص دھیان نا دیتے ہوئے مہتاب سمجھ کر فون اٹھا لیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ۔۔۔کون۔۔۔؟

جان بوجھ کر تلخ سے لہجے میں پوچھا جب کہ وہ رضا کی اواز کو باخوبی پہچانتی تھی۔

رضا ہوں تمھارا پہلا پیار جانتا ہوں بھول نہیں سکتی تم مجھے اور نا میری اواز کو

رضا کی خمار میں ڈوبی اواز ابھری،ثانیہ نے فورا سے پہلے فون کو کان سے

ہٹا کر کال کو منقطع کیا۔گھبرا کر ارد گرد دیکھا۔

اب اسی نمبر سے مسلسل فون ا رہا تھا جسے وہ بار بار کاٹ رہی تھی اور پھر کال انا بند ہوئی ثانیہ نے سکون کا سانس لیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ساحل سمندر پر موجود ارٹمس جدید طرز کا شاندار ہوٹل جرمنی کے خوبصورت ترین ریستوران میں شمار ہوتا تھا جہاں اس وقت وہ رات میں جگمگا رہا تھا۔

موسیقی،قہقوں اور ساحل کے شور میں وہ دونوں دشمن بھی ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے جہاں دونوں کے بیچ حائل میز پر ویٹر کو لگاتار کتنی ہی ڈیشز سجاتے دیکھ کر موحد نے لبوں کو تمسخر انہ ستائیش بھرے انداز میں باہر کو نکالا۔

ہمارے ہاں اتنا کھانا ہم سب کھاتے ہیں

ہتک امیز لہجے میں ردا پر چوٹ کیا کیونکہ موحد نے تو صرف ایک ڈش منگوائی تھی جبکہ باقی سارا ارڈر ردا کا تھا،سامنے بیٹھی ردا نے خونخوار

نگاہوں سے گھورا پر ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی جواب دینا گوارا نہیں کیا۔

ایک تو اس وقت بھوک سے ہمت جواب دے رہی تھی اور دوسرا وہ سوچ چکی تھی اب بس اخری داؤ کھیلے گی۔شام سے وہ لوگ جرمن گائیڈ کے ساتھ مختلف جگہوں پر گھوم رہے تھے موحد تو پتا نہیں کس مٹی کا بنا تھا جسے بھوک نہیں لگتی تھی لیکن اس کا تو اب بھوک سے برا حال تھا اور اسی لے وہ بنا سوچے سمجھے اتنا کچھ ارڈر کر چکی تھی۔

موحد تو کھا کر اب ساحل پر ٹہل رہا تھا جبکہ وہ تمام ڈیشز کا چھکنے کے چکر میں کچھ زیادہ ہی کھاتی گئی۔

مناہل کو سلانے کے بعد وہ اس کے بیڈ پر سے اٹھی تو موبائیل پر پیغام کی بیپ پر مسکراتے ہوئے سائیڈ میز پر پڑا موبائیل اٹھایا،ذہن میں فورا مہتاب کا خیال ایا کہ یقینا وہی جلدی کمرے میں انے کا کہہ رہے ہوں گے۔

پیغام انجان نمبر سے تھا،پیغام کو کھولتے ہی جو تصویر موبائیل سکرین پر موجود تھی اسے دیکھ کر اس کی روح تک کانپ گئی۔

فون پر اچانک بجتی رنگ ٹون پر اس کے ہاتھ لرز گئے،فورا فون اٹھا کر کان کو لگایا۔

یہ۔۔۔یہ کیا۔۔۔کیسی گھٹیا حرکت ہے رضا،میں اب محرم نہیں ہوں تمھارے لیے پلیز میری ایسی پکس ڈیلیٹ کرو

دانت پیستے ہوئے کہا،اواز غم و غصے میں کانپ رہی تھی رضا اس کی سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا نکلا تھا۔

محرم ہو سکتا ہوں نا پھر سے

دوسری طرف سے گہری سانس لیتے ہوئے جواب ایا۔

بکواس بند کرو اپنی اور میری اس طرح کی ساری تصاویر ڈل کرو

ثانیہ بات کرتے ہوئے بار بار کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ تصاویر تو میرا اثاثہ ہیں،ثانیہ دیکھو ہمارے سارے خواب پورے ہونے جا رہے ہیں میری کمپنی مجھے باہر بھیج رہی ہے،ہم پھر سے ایک ہو جاتے ہیں

رضا تو جیسے اس کے غصے اور نفرت کو کسی خاطر میں ہی نا لا رہا تھا۔

کیا مطلب ہمارے خواب۔۔۔تمھارا دماغ ٹھیک ہے

ثانیہ نے سخت لہجہ اپنایا،خوف سے دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا

ثانیہ تم مہتاب ملک سے خلع لے لو ہم حلالہ کر لیتے ہیں

رضا نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی سوچ ظاہر کی

میں اپنے گھر اور شوہر سے بہت خوش ہوں اپنے گھٹیا مشورے اپنے پاس رکھو،مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی اور خبردار میری ساری تصاویر ڈیلیٹ کردینا بائے

خوف سے لرزتے ہاتھوں کے ساتھ فون بند کیا اور جلدی سے گیلری میں جا کر اس کی بھیجی گئی تصویر کو ڈیلیٹ کیا اس کے نمبر کو بلاک کیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور ماتھے پر سے پسینہ صاف کرتی اگے بڑھ گئی۔

صوفے پر بیٹھ کر جوتے پہنتے ہوئے موحد اب پریشانی سے بار بار بیڈ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ردا اٹھ کیوں نہیں رہی تھی وہ جانتی تھی،جرمن ڈیلرز کے ساتھ اج ان کی دوسری اہم ملاقات تھی۔

رات کو ہوٹل کے کمرے میں انے کے بعد وہ قے کرتی رہی تھی جسے موحد نے زیادہ کھانے کا نتیجہ سمجھا تھا،پر اب اس کا نا اٹھنا تشویش ناک لگا اور انا کو ایک طرف رکھتا اب وہ بیڈ کے قریب اس کے سر پر کھڑا تھا۔

ردا۔۔۔سنو جانا نہیں ہے کیا،اٹھو تیار ہو جاؤ

موحد نے اواز کو اونچا رکھتے ہوئے کہا پر وہاں کسی قسم کا کوئی رد عمل ظاہر نا ہونے پر وہ پریشانی سے اس پر جھکا۔

ردا۔۔۔

اس کا نام پکارتے ہوئے اس کے گال پر ہاتھ رکھا تو انکھیں پوری طرح کھل گئیں۔

اوہ مائی گاڈ۔۔۔۔

لبوں سے بے ساختہ الفاظ ادا ہوئے،اس کا جسم شدید گرم تھا اور وہ بخار میں نڈھال بےسدھ پڑی تھی۔موحد نے عجلت میں پینٹ کی جیب سے موبائیل نکال کر نمبر ملایا اور کان سے لگایا۔

ریاض،میم ردا کو بہت تیز بخار ہے اج کی میٹنگ کینسل کروا دو اور سنو ڈاکٹر کو انتظام کرو فورا

پیشانی پر ہاتھ مسلتے ہوئے اس نے اپنے ساتھ ائے ہوئے کمپنی کے ملازم کو مطلع کیا اور خود پھر سے جھک کر ردا کے گال کو دھیرے سے تھپتھپایا پر بخار اتنا تیز تھا کہ وہ انکھیں کھولنے سے قاصر تھی۔

ردا پر جھک کر معائینہ کرتا ڈاکٹر سیدھا ہوا تو موحد جو ایک ہاتھ کی مٹھی بنائے ہونٹوں پر رکھے پریشان سا کھڑا تھا اگے ہوا۔

فوڈ پوائیزن ہے یا کسی سی فوڈ سے بہت بری الرجی ہوئی ہے ابھی انجکشن دیے ہیں میں نے اور یہ میڈیسن منگوا لیں،اگر رات کو ٹمپریچر زیادہ ہو جائے تو گیلا ٹاول سر پر رکھیں بار بار،بخار زیادہ نہیں ہونا چاہیے

ڈاکٹر موحد کو اس کے بخار کی وجہ بتا رہا تھا اور موحد بار بار ردا کے چہرے کی طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ گھنٹوں میں ہی مرجھایا سا لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے اجازت طلب نظروں سے دیکھا موحد کے سر ہلانے پر وہ اگے بڑھ گیا۔ڈاکٹر کے جانے کے بعد اس نے فورا اس کی تمام ادوائیات منگوا لی تھیں۔میڈیسن کو ایک طرف رکھ کر گلاس میں پانی انڈیلا،پانی کا گلاس بیڈ سائیڈ میز پر رکھتا وہ ردا پر جھکا۔

ردا۔۔۔ردا۔۔۔میڈیسن لو پلیز

نرمی سے پکارتے ہوئے اس کے گال ہلکے سے تھپتھپائے،کچھ بھی تو یاد نہیں تھا اس وقت کہ وہ بیڈ پر بےسدھ لیٹی اس لڑکی سے بے انتہا نفرت کرتا ہے خیال تھا تو صرف یہ کہ وہ بخار میں تپ رہی تھی اور

اس وقت اس کے سوا اسکا کوئی اپنا یہاں نہیں تھا۔

بار بار گال تھپکنے اور موحد کی اواز پر ردا نے پژمردگی سے انکھیں کھولیں تھیں جن میں بے تحاشہ جلن تھی۔

موحد کا دھندلا سا چہرہ کچھ دیر میں صاف ہوا وہ پریشان سا اس پر جھکا ہوا تھا اور میڈیسن لینے کے لیے کہہ رہا تھا۔

ردا یوں ہی خلا میں گھور رہی تھی ایسے جیسے کچھ سمجھ نا ا رہا ہو کیا کرے موحد تو سو گیا تھا وہ ساری رات قے کرتی رہی تھی اور صبح تک اس کی حالت بری طرح خراب ہو چکی تھی۔

موحد نے اسے یوں بے سدھ دیکھا تو قریب ہو کر اس کا سر اوپر اٹھانے کی کوشش کی اتنا کرنا ہی تھا کہ وہ بری طرح ابکائی لیتے ہوئے اٹھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا ردا کی قے اس کی شرٹ کا بازو اور بستر بھر چکی تھی۔وہ بے حال تھی اور اس حالت میں بھی اٹھنے کی کوشش

کر رہی تھی۔

ردا کا سر گھوم گیا تھا،ندامت الگ تھی،متلی کی کیفیت ابھی بھی قائم تھی جسے وہ بمشکل ضبط کیے ہوئے تھی،موحد نے جلدی سے اسے سہارا دے کر اٹھنے میں مدد کی،جو شائید اپنی اس بے بسی پر شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔

کوئی بات نہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔

موحد نے اس کی خفت مٹانے کی خاطر اسے بیڈ پر سے سہارا دے کر اٹھاتے ہوئے تسلی دی،موحد کا یہ نرم رویہ اس کے اوپر حیرت کے پہاڑ ٹوٹنے کے مترادف تھا۔

ردا اب سر کو تھامے نقاہت سے قدم اٹھاتی واش روم کی طرف جا رہی تھی،اس دن افس میں کہے گئے اس کی باتیں محظ باتیں ہی نہیں تھیں وہ حقیقتاً نرم دل کا مالک تھا نہیں تو قے کو دیکھ کر تو ویسے ہی کراہیت کے مارے لوگ دور ہو جاتے ہیں اور وہ تو پھر موحد عالمگیر تھا جو اس

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے صف اول کے دشمنوں میں شمار ہوتا تھا،وہ حیران و پریشان سی واش روم کی طرف جا رہی تھی تو موحد نے سائیڈ میز پر پڑے فون کو اٹھایا

ہیلو روم نمبر تھری زیرو فائیو،روم سروس چاہیے پلیز روم کلینز کو بھیج دیں

کمرے کی صفائی کا کہنے کے بعد ریسیور رکھتا وہ فوراً واش روم کی طرف بڑھا جبکہ ہاتھ تیزی سے اپنی شرٹ اتار رہے تھے، ردا لگاتار اوازیں نکالتے ہوئے قے کر رہی تھی۔

شرٹ اتار کر ایک طرف پھینکتا وہ واش روم تک ایا وہ سر پکڑے جھکی ہوئی تھی انکھیں اور چہرہ سرخ تھا۔انکھوں سے پانی بہہ کر گالوں تک ایا ہوا تھا انکھوں میں موجود کاجل کی ہلکی سی تہہ انسوؤں کی ساتھ بہہ کر لکیریں بنائے ہوئی تھی،ردا کی اس حالت پر وہ واقعتا سب بھول گیا تھا، جلدی سے پلٹا پانی کا گلاس بھر کر واپس ایا۔

واش روم میں جا کر پانی کا گلاس اس کی طرف بڑھایا وہ اب سیدھی ہو کر نڈھال سی گہرے سانس لے رہی تھی حیرت سے موحد کی طرف

دیکھا جو اس کی طرف پانی کا گلاس بڑھا رہا تھا۔

ردا نے نظریں چرائیں اور کانپتے ہاتھ سے پانی کا گلاس تھاما دو گھونٹ پی ئے گلاس کو واپس ہٹایا ہاتھ نقاہت کے باعث کانپ رہے تھے وہ کب اتنا کبھی بیمار ہوئی تھی بمشکل یاد پڑتا تھا کبھی بچپن میں زیادہ بخارا ہوا ہو تو پر کل رات سے تو وہ عجیب ہی کیفیت سے دو چار تھی پانی بھی ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

ردا نے دھیرے سے قدم باہر کی طرف بڑھائے تو موحد اگے ہوا ہاتھ دو۔۔۔۔

اپنی ہتھیلی اس کے اگے پھیلائی،ردا نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلائی ندامت تھی کہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔یقین نہیں ا رہا تھا یہ وہی موحد ہے جو کل تک اس سے بدلہ لینے کے لیے ہر حد تک جا رہا تھا اور اب ایسے تیمارداری کر رہا تھا جیسے اس سے بڑھ کر ردا کا کوئی خیرخواہ نا ہو۔

چکرا رہے ہوں گے تمہیں گر جاؤ گی

ردا کو یونہی کھڑے دیکھ کر موحد نے ڈپٹنے کے لہجے میں کہا اور اگے بڑھ کر سہارا دیا تو وہ نظریں چراتی اگے بڑھی۔دروازے پر دستک ہوئی شائید کمرے کی صفائی کے لیے سرونٹ ا گئے تھے ردا کو بیڈ کے ایک طرف کنارے پر بیٹھا کر وہ دروازے کی طرف بڑھا جبکہ وہ سر جھکا کر دونوں ہاتھوں سے سر کو تھامے بیٹھی تھی۔متلی کے دوران وہ اتنا زور لگ رہی تھی کہ اب سر درد سے پھٹ رہا تھا۔

ردا میڈیسن لو ایسے طبیعت اور بگڑے گی

موحد کی اواز پر اس نے موندی انکھیں دھیرے سے کھول کر سر اوپر اٹھایا وہ پانی کا گلاس اور میڈیسن لے کر کھڑا تھا۔

پھر اس کے کسی ردعمل کو ظاہر نا کرنے پر اس کے ساتھ بیٹھ کر خود سے میڈیسن نکالنا شروع کردیں ایسے جیسے کسی بچے کو دوا دیتے ہیں۔

کھاؤ۔۔۔۔

اب کی بار اواز میں رعب بھی تھا ردا نے میڈیسن اٹھا کر منہ میں رکھی تو موحد نے جلدی سے پانی کا گلاس اگے کیا،ردا نے منہ کے زاویے بگڑاتے ہوئے پوری دوا کھائی۔روم سرونٹ اب جا چکے تھے۔

لیٹ جاؤ اب

موحد کی نرم سی اواز پر اس نے گردن دھیرے سے موڑی

مجھے پاکستان جانا ہے

مریل سی اواز ابھری جس میں ہلکی سی کپکپاہٹ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر رونے کی وجہ سے بھاری پن ا گیا تھا۔

لیٹو دوا کھائی ہے نیند لو صبح تک طبیعت بہتر ہو جائے گی

موحد نے اس کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے نرمی سے لیٹنے کے لیے کہا

مجھے پاکستان جانا ہے بابا کے پاس

وہ تو کسی بچے کی طرح اپنی بیماری سے دل برداشتہ لگ رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیدھی ہو جاؤ ارام کرو

موحد اب گھوم کر پاس ا گیا تھا اور مصروف سے انداز میں تکیہ درست کر کے اسے زبردستی کندھے سے پکڑ کر لیٹنے کے لیے کہا۔

ردا نے بھاری ہوتا سر تکیے پر رکھا اور انکھیں موند لیں۔ماتھے پر موحد کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوتے ہی جھٹکے سے پھر سے انکھیں کھولیں وہ اس پر جھکا شائید اس کا ٹمپریچر چیک کر رہا تھا،پریشان سی صورت پر کسی طرح کوئی ڈرامائی رمق موجود نہیں تھی،چہرے پر عیاں ہوتی پریشانی سچی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکا بخار اس وقت قدرے کم تھا موحد کی پریشانی تھوڑی کم ہوئی۔اس پر کمبل درست کر کے ایک طرف لگے صوفے پر بیٹھ گیا اور وہ کچھ دیر میں ہی دوا کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

نیند میں منہ سے نکلتی عجیب سی اوازیں ا رہی تھیں،موحد کی نیند اوازؤں کے باعث ٹوٹی اور پھر حواسوں میں انے پر جلدی سے سیدھا

ہوا یہ ردا کی اوازیں تھیں فورا اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو وہ جل رہا تھا یہی وجہ تھی وہ اسطرح کی اوازیں نکال رہی تھی۔

فوراً ڈاکٹر کی ہدایت یاد ا جانے پر روم فریج کی طرف بڑھا ٹھنڈے پانی کی بوتل کو باؤل میں انڈیلا اور چھوٹا تولیہ گیلا کرنے کے بعد اچھی طرح نچوڑ کر اس کے سر پر رکھ دیا۔

اب وہ کہنی کے بل اس کے قریب لیٹا اس کے سر پر بار بار گیلے تولیے کو الٹ پلٹ کر رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نرم سا گیلا احساس تپتے ماتھے کو فرحت بخش رہا تھا،گلے میں کانٹے سے چبھ رہے تھے بے ساختہ زبان سے پانی کا لفظ ادا ہوا پر انکھیں تھیں کہ کھل نہیں رہی تھیں۔

کتنا خوشگوار احساس تھا کوئی بازو سر کے نیچے حائل ہوا اور پانی کا گلاس منہ کو لگ گیا تھا،پانی کے چند قطرے ہی تشنگی کو کم کر گئے تھے۔

سر دبانے جیسا احساس تھا جس کے ساتھ ٹھنڈا گیلا پن جو جلتی پیشانی پر

اس وقت ایک مرہم جیسا تھا۔جلن اور تپش کم ہوتی محسوس ہوئی تھی اس نے دھیرے سے انکھیں کھولیں وہ بہت قریب اس پر جھکا ہوا تھا اور چہرے پر اپنائیت اور پریشانی کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

یہ وہی موحد تھا؟خود ساختہ سوال تھا،تعجب خیز احساس تھا دفعاتا نگاہوں کا تصادم ہوا اور عجیب بات تھی خود پر جھکا یہ شخص اس وقت مسیحا کیوں لگا۔

موحد کا سر پر رکھا ہاتھ،اس کی شرٹ سے اٹھتی مہک،عینک کی اوٹ میں اس کی پریشان سی انکھیں،سنجیدہ سا چہرہ سب سب دل کو ایک انوکھا ملائیم سا احساس دے رہا تھا۔

موحد نے اس کے انکھیں کھولنے پر شکر ادا کیا تولیہ ہٹا کر پیشانی پر ہاتھ رکھ کر بخار چیک کیا،بخار بہت حد تک کم ہو چکا تھا۔

ردا نے پھر سے انکھیں موندیں تو وہ بھی سیدھا ہوا،وہ اب صوفے پر جا کر بیٹھ گیا تھا موبائیل فون کی جلتی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی وہ مصروف سا موبائیل پر نگاہیں جھکائے بیٹھا تھا اس بات یکسر بے خبر

کہ کوئی بار بار انکھیں کھول کر اسے حیرت سے تک رہا ہے۔

میں اسکو دیکھتا رہتا تھا حیرتوں سے فراز

یہ زندگی سے تعارف کی ابتدا تھی مری

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

نیپکن سے ہاتھ پونچھتی وہ کچن میں ہی کھڑی تھی جب مہتاب کی اواز پر جھکا سر اٹھایا۔

ثانیہ تمھارا کوئی کزن ایا ہے

مہتاب ابھی ناشتے کے بعد افس کے لیے ہی نکلا تھا اور پھر پورچ سے ہی واپس اکر کسی کے انے کی اطلاع دے رہا تھا مہتاب کے انداز سے صاف ظاہر تھا جو کوئی بھی ایا ہے مہتاب اس کو نہیں جانتا تھا۔

میرا کزن؟

ثانیہ نے پیشانی پر ناسمجھی کے شکن ڈالتے ہوئے پوچھا۔

ہاں وہ تو یہی کہہ رہا ہے کہ تمھارا کزن ہے کوئی،میں ضرور کمپنی

دیتا،پر مجھے اس وقت جانا ہے میں مل لیا ہوں اسے ویسے،اب تم دیکھ لو جا کر

مہتاب نے معزرت خواہ لہجہ اپنایا وہ عجلت میں تھا

ایوا میم کے مہمان کے خاطر میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے

ایوا کی طرف دیکھ کر حکمانہ انداز میں کہا ایوا نے مودب انداز میں سر ہلایا،مہتاب نے باہر پورچ کی طرف قدم بڑھائے تو وہ یونہی شکن زدہ ماتھے کے ساتھ مہمان خانے میں ائی اور دل جس بات کا خدشہ ظاہر کر رہا تھا سامنے کھڑا شخص اس کو سچ ثابت کر چکا تھا۔

رضا پینٹ کی جیبوں مہں ہاتھ ڈالے بغور ارد گرد کا جائیزہ لے رہا تھا۔

تم۔۔۔تم یہاں کیوں ائے ہو

ثانیہ دانت پیستے ہوئے غصے سے اگے بڑھی وہ اس کے دو فون نمبر بلاک کر چکی تھی اور اس کی جرات کہ وہ اج گھر پہنچ گیا تھا۔

ہمم۔۔۔۔دیکھ رہا تھا تمھاری محبت کم ہونے کی وجہ

رضا نے ستائیشی نگاہیں ارد گرد گھماتے ہوئے طزیہ لہجے میں کہا۔

شٹ اپ دیکھو فورا میرے گھر سے نکلو نہیں تو میں ابھی سرمد بھائی کو بتا دوں گی تمھارے بارے میں

ثانیہ غصے سے کانپ رہی تھی اسے کس بات کا گھمنڈ تھا سمجھ سے باہر تھا۔

ثانیہ دیکھو زیادہ ہائیپر ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں

بڑے رعب سے کہا ثانیہ کا دل کیا اس کا سر پھوڑ دے کیسے سمجھائے اسے وہ اس کے لیے اب کوئی اہمیت نہیں رکھتا وہ تن من سے مہتاب کی تھی اب۔

بھاڑ میں گئی تمہاری محبت نکلو میرے گھر سے

ملازموں کی وجہ سے ثانیہ اپنی اواز کو حد درجہ اہستہ رکھے ہوئے تھی۔

تم بدتمیزی کر رہی ہو ثانیہ

رضا نے انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے دھمکی امیز لہجہ اپنایا

بدتمیزی۔۔۔میں کر رہی ہوں؟تمہیں شرم انی چاہیے،میں تمہیں صاف صاف بتا چکی ہوں میں تم سے اب پیار تو کیا نفرت بھی نہیں کرتی تم پلیز جاؤ دوسری شادی کرو اپنا گھر بساؤ

ثانیہ نے ہتک امیز لہجے میں کہا اور وہ تھا کہ بجائے اپنی بے عزتی محسوس کرنے کے اضطراب کی کیفیت میں اگے ایا۔

ثانیہ تصور بھی نہیں کر سکتا میں تمھارے علاوہ کسی کا پلیز مجھے معاف کر دو میری زندگی میں لوٹ اؤ ساری عمر تمھارے قدموں میں بیٹھا رہوں گا بہت بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی مجھ سے میں اب کبھی خود سے الگ نہیں کروں گا تمہیں

التاجائی لہجہ تھا ثانیہ کو وہ اس وقت فقط ایک ذہنی مریض لگ رہا تھا۔وہ تاسف سے اسے دیکھ رہی تھی یہ تو وہ شخص جس سے اس نے ٹوٹ کر پیار کیا تھا۔

دیکھو یہ سب میرے گھر والوں کے بھڑکانے کی وجہ سے ہوا تھا نا تو اب تو ہم باہر چلے جائیں گے ان سب سے دور،اب ہم کبھی الگ نہیں ہوں گے میرا وعدہ ہے تم سے،پلیز تم خلع لے لو اپنے شوہر سے

وہ بار بار ایک ہی بات دہراتا ثانیہ کو زہر لگ رہا تھا۔

رضا تم پاگل ہو چکے ہو بلکل پاگل،فورا اسی وقت میرے گھر سے باہر نکلو نہیں تو میں گارڈز کو بلوا لوں گی وہ دھکے مار کر نکالیں گے

ثانیہ نے اس کے پاگل پن کی وجہ سے امڈ انے والے خوف پر قابو پاتے ہوئے کہا

ثانیہ یہ تم اچھا نہیں کر رہی میرے ساتھ

بڑے رعب سے دھمکی دی

ہاں نہیں کر رہی دفعہ ہو جاؤ تم

اب کی بار ثانیہ زور سے چیخی تھی۔

ٹھیک ہے اب تم بھی دیکھنا میں کیا کرتا ہوں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رضا ایک دم سے پلٹا تھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

ردا نے بند انکھیں کھولی تھیں اور ایک چور سی نگاہ ساتھ بیٹھے موحد پر ڈالی اور اس کو سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے انکھیں موندے دیکھ کر چہرے کا رخ بلا خوف و خطر اس کی طرف موڑ لیا۔

وہ اس وقت جہاز میں پاکستان کی روانگی پرواز کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔تین دن سے وہ یونہی چھپ چھپ کر موحد کو دیکھ رہی تھی پتہ نہیں کیوں موحد کو بلاجواز یوں دیکھتے رہنا دل کو کیوں بھا رہا تھا۔وہ اگلے دن ہی کافی بہتر ہو گئی تھی اور ملتوی کی ہوئی میٹنگ کو بھی موحد نے ہی پریزنٹ کیا تھا۔

اور اس دوران بھی وہ کھوئی کھوئی سے اسے بس دیکھتی رہی تھی۔ہوٹل میں دوا کے زیر اثر زیادہ وقت سوئی رہتی تھی اور جیسے ہی تیسرے دن طبیعت زیادہ بہتر ہوئی موحد نے ان کی واپسی کی سیٹس کروا دی تھیں کیونکہ ملک جہانزیب ردا کی وجہ سے بے حد پریشان تھے۔

اور اب بھی ردا ملک کے اوپر چڑھے سختی کے خول سے باہر نکل کر ایک عام سی لڑکی موحد کے برابر کی نشست پر بیٹھی اس کے چہرے کے نقوش کو بغور دیکھ رہی تھی۔وہ اس وقت دنیا کا حسین ترین مرد لگ رہا تھا۔

اس کی وہ ساری حرکتیں وہ ساری باتیں جن پر کچھ دن پہلے تک وہ سرتاپا کُرھ جل جاتی تھی اب ان کی یاد پر لب مسکرا رہے تھے دل ہلکی سی ردھم میں دھڑک رہا تھا اور چہرہ لجایا سا تھا۔

اچانک احساس ہوا اس کے لب مسکرا رہے ہیں اور دل ہے کے چاہ رہا ہے وہ یوں ہی ساتھ بیٹھا رہا اور وہ اسے دیکھتی رہے بس۔کیا ہوا گیا ہے مجھے جھٹکے سے سر اپنی نشست کے پشت پر دے مارا اور ہاتھ پیشانی پر دھر لیا۔

دوسرے ہاتھ کو عجیب سے خوف کے زیر اثر دل پر رکھا،دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

اوہ۔۔۔۔یہ کیا ہو گیا مجھے؟۔۔۔خود ساختہ سوال تھا جس کا جواب

نداد تھا

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔بے چینی سے نچلے لب کو دانتوں میں لے کر اضطراب کی کیفیت میں ارد گرد دیکھا۔ایسے جیسے کوئی بہت بڑی مصیبت میں پھنس کر جائے پناہ کی تلاش میں دیکھتا ہے،پھر اپنا وہم سمجھ کر ایک نگاہ موحد پر ڈالی۔

دل زور سے دھڑکا۔۔۔۔

اوہ۔۔۔نہیں۔۔۔برا کیوں نہیں لگ رہا موحد اب اس طرح جیسے لگتا تھا،وہ نفرت کہاں گئی؟۔۔وہ اپنے سامنے کھڑی ورطہ حیرت میں خود سے ہی سوال کر رہی تھی۔

خود کو جھٹلاتے ہوئے پھر سے موحد کی طرف دیکھا۔۔

پیار۔۔۔صرف پیار۔۔۔نفرت کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

جھنجلا کر انکھیں زور سے بند کیں۔۔۔سر کو زور زور سے جھٹکا ایسے جیسے یہ کوئی خواب ہے اور ابھی ختم ہو جائے گا۔پھر گہری سانس لے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر انکھیں کھولیں اور جیسے ہی موحد کو پھر سے دیکھنے کے لیے چہرہ موڑا وہ حیرت سے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

تم ٹھیک ہو نا ایسی شکلیں کیوں بنا رہی ہو،وؤمٹ ا رہی ہے کیا؟موحد کی پیشانی پر پریشانی کی لکیریں موجود تھیں۔

ٹھ۔۔۔ٹھیک ہوں

ردا نے گڑبڑا کر نظریں چرائیں،دل اتنی رفتار سے دھڑک رہا تھا کہ چہرے پر ہوائیاں اڑ گئیں۔

ار یو شیور۔۔۔؟ لگ نہیں رہی ٹھیک

موحد نے پھر سے تشویش ناک انداز میں پوچھا۔ردا نے بنا دیکھے سر کو اثبات میں ہلایا اس کی طرف دیکھنے کی ہمت ہی نہیں ہو رہی۔افففف کیوں دیکھے جا رہا ہے۔ردا کو اب اپنی اس حالت پر غصہ انے لگا تھا۔

موحد کچھ دیر یونہی اس کی طرف دیکھتا رہا پھر رخ موڑ لیا اور ردا نے سکھ کا سانس لیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیسے بتاؤں مہتاب کو۔۔۔نہیں مہتاب کو نہیں وہ غصے کے تیز ہیں اور ابھی ہمارے تعلق کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے،رضا شائید سمجھ گیا ہو گا اب۔۔۔۔تنگ نہیں کرے گا۔

سرمد بھائی اور امی کو بتا دوں کیا؟ثانیہ الجھی ہوئی تھی۔اج صبح رضا کے رویے نے دل کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔

مہتاب کب سے اس کی خاموشی کو نوٹ کر رہا تھا جو اس کے سینے پر سر رکھے بیٹھی پریشان سی اور کھوئی کھوئی لگ رہی تھی بظاہر تو سامنے ٹی وی سکرین پر نظریں جمی تھیں پر وہ اتنی خاموش تو کبھی نہیں ہوتی تھی۔

اج جب سے وہ افس سے واپس ایا تھا ثانیہ بولائی بولائی سے کیفیت میں تھی اور اب وہ کب سے اس کے ساتھ بیٹھی بلکل خاموش تھی۔

کیا ہوا؟

مہتاب نے سر کو جھکا کر مدھم سے لہجے میں سوال کیا وہ جو اس کے

سینے پر سر رکھے کب سے کشمکش میں مبتلا تھی چونک گئی۔

ہاں۔۔۔کیوں۔۔۔کیا ہوا؟

بوکھلائے سے انداز میں مہتاب کا کیا ہوا سوال اسی سے پوچھ ڈالا۔

ارے بھئی تم سے پوچھ رہا ہوں تمہیں کیا ہوا؟پریشان سی کیوں لگ رہی ہو؟

تھوڑا سا سیدھا ہو کر ثانیہ کو کندھوں سے پکڑ کر خود سے الگ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نہ۔۔۔نہیں تو کب؟

ثانیہ نے زبردستی مسکراہٹ لبوں پر سجائی گڑ بڑا کر بلا جواز بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑیا

فریش سی نہیں لگ رہی ہو کیا ہوا؟گھر میں سب ٹھیک ہے نا؟یا مناہل نے تو کوئی۔۔۔

مہتاب نے فکرمندی سے اس سے کتنے ہی سوال پوچھ ڈالے۔

نہیں تو ایسا کچھ بھی نہیں اپ بلاوجہ پریشان ہو رہے ہیں

ثانیہ نے بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے پرسکون لہجے میں جواب دیا

اچھا،پھر مجھے کیوں وہم ہو رہا ہے کہ تم پریشان ہو،شائید تم سے بہت پیار کرنے لگا ہوں

مہتاب نے شرارت سے دیکھتے ہوئے خود ہی جواب دیا۔ثانیہ نے پھر سے اس کے گرد بازؤ حائیل کرتے ہوئے سر کو سینے سے ٹکا دیا۔

میں بھی اپ سے بہت پیار کرنے لگی ہوں

روہانسے اداس سے لہجے میں سچا اظہار کیا

اتنے اداس لہجے میں محبت کا اظہار پہلی دفعہ سنا ہے

مہتاب نے شریر سے لہجے میں چھیڑتے ہوئے چہرے کو نیچے کیا تو نگاہ اس کے گالوں پر بہتے انسوؤں پر پڑی اور شرارت سے چمکتی انکھوں میں پل بھر میں پریشانی در ائی۔

ثانیہ۔۔۔۔رو کیوں رہی ہو؟

اسے ایک جھٹکے سے کندھے سے پکڑ کر الگ کرتے ہوئے اس کے

چہرے کو ہاتھوں میں لیا،اور وہ مزید رو دی۔

ثانیہ سوری تمہیں، تمہیں اپنی گھر جانا چاہیے،اداس ہو رہی ہو نا گھر والوں سے؟

مہتاب نے خود ہی اس کی اداسی اور رونے کی وجہ گھڑ لی

صبح تمہیں گھر چھوڑ دوں گا یہ ویکنڈ تم گھر رہو گی اوکے

محبت سے اسے حصار میں لیتے ہوئے کہا اس بات سے بے خبر کے وہ بے حد پریشان ہے۔ماضی اس کے پاؤں میں بڑی بن گیا ہے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

یس کم ان

بڑے وقار سے موحد نے اندر انے کی جازت دیتے ہوئے میز پر رکھی کے اتچ ار Rida اگلی فائیل کو اٹھایا۔اپنے شاندار افس میں اس وقت وہ ڈیپارٹمنٹ میں کی ایک فوری پوسٹ کے لیے انٹرویو کر رہا تھا۔

ابرار اچانک رایزائین دے گیا تھا جس پر یہ انٹرویو رکھا گیا تھا وہ ابھی

تین دن پہلے ہی پاکستان پہنچا تھا۔ردا اج بھی افس نہیں ائی تھی وہ تو واپس ا کر کمرے میں بند ہو کر رہ گئی تھی نا کسی سے بات کرتی تھی نا کچھ اور موحد کی طرف تو دیکھتی تک نہیں تھی سب اس کی اس حالت کو اس کی طبیعت کی ناسازی سمجھ رہے تھے۔

یہ انٹرویو پینل میں بھی اج اس کے ساتھ ردا کو موجود ہونا تھا پر اس نے انے سے صاف انکار کر دیا،ملک جہانزیب بھی افس میں کم ا رہے تھے ردا کی مختلف ڈاکٹرز سے زبردستی ٹریٹمنٹ اور ٹیسٹ کروا رہے تھے کیونکہ اس کا یہ عجیب بدلہ سا رویہ تابندہ بیگم اور جہانزیب کو پریشان کر رہا تھا۔

موحد نے فائیل پر نظریں جمائے حیرت سے جانے پہچانے سے نام کو پڑھا۔

موحد عالمگیر تم۔۔۔؟

حیرت میں ڈوبی نسوانی اواز پر موحد نے فائیل پر جھکا سر اوپر اٹھایا۔اور سامنے منہ کھولے کھڑی لڑکی کو وہ پل بھر میں پہچان گیا۔وہ عرفہ احمد

تھی اس کی یونیورسٹی کی ہم جماعت اور وہ صرف ہم جماعت ہی نہیں تھی موحد کے ساتھ ساتھ تمام اچھے طلبہ میں اس کا نام بھی سہر فرست تھا اس لیے موحد کی اس کے ساتھ بہت اچھی بات چیت ہوتی تھی۔

عرفہ۔۔۔۔رائیٹ

موحد نے انکھیں کو سُکیڑ کر انگلی کے اشارے سے تصدیق چاہی اور سامنے کھڑی لڑکی کی تو باچھیں کھل گئیں۔

کے ایم ڈی Ridaوٹ اے پلیزنٹ سرپرائیز۔۔۔اور تم۔۔۔تم۔۔۔ہو ؟۔۔۔

عرفہ کی انکھیں پھٹنے کی حد تک کھلی تھیں اور اواز خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات لیے ہوئی تھی۔موحد نے قہقہ لگایا اور کرسی کو گھماتے ہوئے اثبات میں زور زور سے سر ہلایا۔

یہ سب۔۔۔اوہ۔۔۔مائی گاڈ تم ملک جہانزیب کے سن ان لا ہو ائی کانٹ بیلیو یار۔۔۔۔

عرفہ کی حالت ابھی بھی بحال نہیں ہوئی تھی اور موحد اس کے یوں حیرت سے دنگ ہو جانے پر ہنسے جا رہا تھا۔

ہوش میں ا جاؤ، تمھارا رکارڈ ابھی دیکھ ہی رہا تھا شاندار ہے تم نے تو ایم فل بھی کر ڈالا واہ۔۔۔مجھے خوشی ہوئی دیکھ کر اور خوش ہو جاؤ جاب پکی سمجھو

موحد نے خوشگوار لہجے میں کہا تو وہ تو جیسے خوشی سے پاگل ہو گئی

موحد تھنکیو تھنکیو سو۔۔۔۔۔مچھ

وہ چیخ اٹھی اور انکھیں نم ہو گئیں

اٹس اوکے زیادہ ایموشنل نا ہو،یونیورسٹی فیلو اور دوست ہونے کا ناطے اتنا تو کر سکتا ہوں نا میں

موحد نے مسکراتے ہوئے ملائیم سے لہجے میں کہا

سچ میں مجھے اب بھی یقین نہیں ا رہا،میں بہت پریشان تھی اور سوچ میں مجھے اتنی اسانی سے جاب مل جائے گی Rida بھی نہیں سکتی تھی

عرفہ منہ پر ہاتھ دھرے گال پر لڑھکتے خوشی کے انسو صاف کر رہی تھی۔وہ جب اج انٹرویو کے لیے ائی تو باہر لمبی قطار اور ایم ڈی کے خود انٹرویو لینے کا سن کر مایوس ہو گئی تھی پر نہیں جانتی تھی قسمت اس پر یوں مہربان ہو جائے گی۔

ہمم چلو تمھارا گلٹ تھوڑا کم کر دیتا ہوں تم اپنی پہلی سیلیری پر مجھے ٹریٹ دے دینا

موحد نے بال پوائینٹ کو ہاتھوں میں گھماتے ہوئے خوشگوار لہجے میں کہا،عرفہ نے جلدی سے انسوؤں پر قابو پایا

یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے کیوں نہیں سر اپ نے اتنا بڑا احسان کیا

عرفہ ایک دم سے احسان مند ہوئی اور احساس ہوا کہ وہ اس وقت کس عہدے پر موجود ہے

اں ہاں کوئی احسان نہیں کیا یہ تو قسمت کے کھیل ہیں اور اگر اج میری سیٹ پر تم اور تمھاری جگہ میں ہوتا تو تب شائید تم بھی یہی کرتی

اور یو کین کال می موحد

موحد نے مصنوعی خفگی ظاہر کی تو عرفہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

اپائنٹمنٹ لیٹر تیار کرواتا ہوں تم باہر انتظار کرو

موحد نے شائستگی سے کہا اور فون کا ریسور اٹھایا،عرفہ احمد بھی اسی کی طرح ایک متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والی ذہین لڑکی تھی جو اپنے گھر کے مالی حالات سے اکثر پریشان رہتی تھی اس لیے موحد کو یوں اس کا انتخاب کر لینے پر کوئی ندامت نہیں تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عرفہ اب باہر جا چکی تھی اور موحد نے باقی سارے انٹرویو کینسل کروا دیے تھے۔

♥جاری ہے♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews